عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
جلد ۱۲، شمارہ ۲۸، بتاریخ ۱۷ تا ۲۳ دسمبر ۱۹۹۳ء

معاشرے کا بگاڑ اور اس کا حل

مؤذن رسول سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

دنیا میں سب سے زیادہ گونجنے اور سنائی دینے والی آواز

اذان

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

دنیا میں کوئی ساعت کوئی لمحہ ایسا نہیں جہاں کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی ملک میں اذان نہ ہو رہی ہو۔

سیاست کے فرعون

قادیان کے مرزا خاندان پر انگریزی عنایتیں

کیا آپ چاہتے ہیں

کہ آپ کی رقم

مسلمانوں کو مرتد

بنانے میں استعمال ہو ؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال ؟

لیکن

اس کے باوجود آپ کی
لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے
آپ کی رقم سے
مسلمانوں کو
مرتد بنایا جا رہا ہے

وہ کیسے ؟

آپ میں سے بعض لوگ
قادیانیوں سے خرید و فروخت
کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں
سے لین دین کرتے ہیں اور
قادیانی کارخانوں کی مصنوعات
استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت، لین دین کے ذریعے
قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی
ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ
اپنے مرکز ربوہ میں
جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی
کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی
مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار
و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ
ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں
اور انکا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی تراجم چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں
براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کر دیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجئے: [illegible]

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان) فون: ۴۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ کراچی انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ ● شمارہ نمبر ۲۸ ● بتاریخ ۲۹ر جمادی الآخریٰ تا ۵/ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ ● بمطابق ۱۷ تا ۲۳/ دسمبر ۱۹۹۳ء

اس شمارے میں

۱۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ———— ۳
۲۔ مرزائیوں میں مرزا قادیانی کی مبالغہ آرائی (اداریہ) ———— ۵
۳۔ معاشرے کا بگاڑ اور اس کا بہترین حل ———— ۶
۴۔ دنیا میں سب سے زیادہ گونجنے والی آواز "اذان" ———— ۸
۵۔ موذن رسول سیدنا حضرت بلال ؓ ———— ۱۰
۶۔ غازی علم الدین شہید ———— ۱۲
۷۔ عاشقان ناموس مصطفیٰ ؐ (نظم) ———— ۱۴
۸۔ مقبوضہ کشمیر میں نئے "کیگنگ آپریشن" کا منصوبہ ———— ۱۵
۹۔ سیاست کے فرعون ———— ۱۷
۱۰۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخ ساز فیصلہ (آخری قسط) ———— ۱۹
۱۱۔ ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ ———— ۲۲
۱۲۔ طب و صحت۔ کھجور کے کرشمات ———— ۲۴
۱۳۔ مغربی طرز حیات انسانی اقدار کے لئے عظیم خطرہ ———— ۲۵
۱۴۔ تبوک کا خطبہ ———— ۲۶

سرپرست
مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبد الرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور راتا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

تزئین کار
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8190.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۱۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۱۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبد الرحمن باوا ○ طابع: سید شاہ حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ بریزہ لائن کراچی

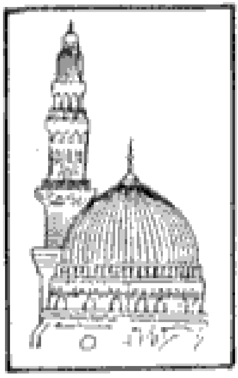

تیرے در کو چھوڑ کر جائے کہاں

از۔ حضرت شاہ مولانا محمد احمد صاحبؒ

عشق کی کس کو سناؤں داستاں — ہائے جب کوئی نہیں ہے رازداں
لطف جینے کا اسے حاصل کہاں — جس نے دیکھا ہی نہ بزم عاشقاں
ہو خوشی یا درد و غم کی داستاں — سب میں شامل ان کا ہے لطف نہاں
ہورہا ہے عشق کا پھر امتحاں — آتے ہیں ہر سمت سے تیر و سناں
ان کی مرضی پر مری قربان جاں — اللہ اللہ تھا میں اس قابل کہاں
عشق کی ذلت کا وہ دیکھیں سماں — ہے زمیں بھی میرے حق میں آسماں
مجھ کو جی بھر کر ستا لیں وہ یہاں — میں خلاف حق نہ کھولوں گا زباں
حق پرستی کی سزا جو در عیاں — ہے یقیناً سنت پیغمبراں
مکر تیرا سب رئیس گھر ہاں — کب بھلا اہل نظر سے ہے نہاں
بڑھ رہے ہیں پھر شرور دشمناں — تجھ سے ہے فریاد رب دوجہاں
جل کے اٹھے گا نشیمن سے دھواں — آہ جائے گی نہ میری رائیگاں
کیا مٹائے گا مرا نام و نشاں — جس کے قبضہ میں نہیں سود و زیاں
آ نہیں سکتی کبھی اس میں خزاں — گلستاں ہے عشق کا یہ گلستاں
ہے مدد پر جب مکین و لامکاں — پھر کریں گے کیا مرے نامہرباں
ہے ترا بندہ ضعیف و ناتواں — تیرے در کو چھوڑ کر جائے کہاں
میرا سر ہے اور تیرا آستاں — ہے یہی میرے لئے رشک جناں
دونوں عالم میں نہ ہو مجھ کو زیاں — ابر رحمت کا ہو مجھ پر سائباں

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

مرزائیوں میں مرزا قادیانی کی مبالغہ آرائی اور کذب بیانی کا اثر

پچھلے دنوں ایک قادیانی راجہ غالب نے یہ بیان دیا تھا کہ قادیانی مذہب کے پیروکاروں کی تعداد لگ بھگ پچیس لاکھ ہے۔ یہ بیان محض حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لئے دیا گیا تھا۔ ورنہ گزشتہ مردم شماری میں ان کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھی۔ اتنے قلیل عرصہ میں قادیانی اتنی ترقی نہ کر سکتے ہیں' نہ ہی انہوں نے کوئی قابل ذکر ترقی کی ہے۔ البتہ اس کا گرو گھنٹال مرزا قادیانی جیسے مبالغہ آرائیاں کرتا رہتا تھا' اس لئے اس کی اتباع میں راجہ غالب نے بھی مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے اور اپنی تعداد کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔

یہ مبالغہ آرائی قادیانیوں کو وراثت میں ملی ہے۔ مرزا قادیانی بھی اسی طرح مبالغہ آرائیاں کیا کرتا تھا۔ اس کی چند مبالغہ آرائیاں ملاحظہ ہوں۔ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں جو اشتہارات شائع کئے ان کی کل تعداد ۲۶۱ ہے اور وہ منشی قاسم علی نے تبلیغ رسالت کی دس جلدوں میں شائع کر دیئے ہیں لیکن نبوت و رسالت کا دعویدار مرزا قادیانی یوں مبالغہ آرائی کرتا ہے:

"میں نے چالیس کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے دعوے کے ثبوت کے متعلق اشتہار شائع کئے' وہ سب میری طرف سے چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہیں۔"

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۵)

اس عبارت میں مبالغہ آرائی ہی نہیں بلکہ جھوٹ بھی بولا ہے۔ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ مرزا کے کل اشتہارات کی تعداد ۲۶۱ ہے لیکن مرزا نے ۲۶۱ کو ساٹھ ہزار قرار دے دیا' جو جھوٹ اور مبالغہ آرائی کی انتہا ہے۔ اس سے بھی چند قدم اور آگے ملاحظہ فرمایئے۔

مرزا قادیانی نے ایک کتاب تذکرۃ الشہادتین لکھی ہے۔ اس کے ص ۳۴ پر وہ اپنے نشانات کو جو بقول خود اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے "صدہا نشان" لکھا لیکن دو سطر بعد اسی صفحہ پر ان صدہا نشانات کو "دو لاکھ" بنا دیا۔ جب مبالغہ آرائی کی مشین تیز تیز حرکت کرنے لگی تو ص ۴۱ پر ان صدہا اور دو لاکھ نشانات کو "دس لاکھ" نشان بنا ڈالا۔ کتاب ایک مبالغے تین۔ مبالغات میں فرق بھی معمولی نہیں لاکھوں کا ہے۔ دعاوی میں تو تضاد تھا' مبالغہ آرائی میں بھی تضاد ہے اور پھر بھی دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے۔

مرزا قادیانی نے اسی (۸۰) کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔ اشتہارات پر مشتمل تبلیغ رسالت کی دس جلدیں بھی شامل کی جائیں پھر بھی ان سے پچاس الماریاں تو کجا ایک الماری بھی شاید نہ بھر سکے۔ لیکن مرزا قادیانی کی مشین مبالغہ آرائی حرکت میں آئی۔ لکھا کہ:

"میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

(تریاق القلوب ص ۱۵ طبع اول)

یہ تو ہم نے مرزا قادیانی کی مبالغہ آرائیوں کی ہلکی سی ایک جھلک پیش کی ہے۔ اگر ہم اس کے جھوٹ بیان کریں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے کیونکہ وہ تھا ہی سراپا جھوٹ......! جب مرزا قادیانی مبالغہ آرائی اور کذب بیانی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا تو جو لوگ اس کے پیروکار ہیں' وہ کیوں جھوٹ' کذب بیانی اور مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیں گے۔ راجہ غالب قادیانی نے اپنی تعداد جو ۲۵ لاکھ بتائی ہے' یہ مرزا قادیانی کی مبالغہ آرائی اور کذب بیانی ہی کا اثر ہے۔ گزشتہ مردم شماری میں ان کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے کم تھی' اگر کچھ مرزائیوں نے مردم شماری میں حصہ نہیں لیا' ہم اس تعداد کو بھی شامل کر لیں تو زیادہ سے زیادہ ان کی تعداد تین لاکھ ہو سکتی ہے۔

ہمیں راجہ غالب کے اس بیان پر مرزا قادیانی کا لطیفہ یاد آ گیا۔ جو اس طرح ہے کہ مرزا نے نبوت کے دعوے سے قبل اسلام کی اشاعت پر براہین احمدیہ کے نام سے پچاس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب لکھنے کا اعلان کیا اور اپیل کی کہ اسلام کا درد رکھنے والے حضرات ۵۰ روپے جمع کرا دیں تاکہ اس کی اشاعت میں آسانی ہو۔ سادہ لوح عوام دھوکہ کھا گئے اور رقم ارسال کر دی۔ لیکن مرزا نے صرف چار جلدیں لکھیں پھر اسے سانپ سونگھ گیا۔ لوگوں نے تقاضا شروع کر دیا۔ برا بھلا بھی کہا لیکن مرزا صاحب نے خاموشی اختیار کئے رکھی۔ جب زیادہ ہی اصرار ہوا تو "نصرۃ الحق" کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام حصہ پنجم رکھ دیا اور اس میں یہ اعلان کر دیا کہ ۵ اور ۵۰ میں چونکہ ایک نقطہ کا فرق ہوتا ہے' اس لئے ۵ سے وعدہ پورا ہو گیا۔ چہ خوب۔

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

ہمارے خیال میں قادیانی راجہ غالب نے مرزا قادیانی کے اسی عجیب و غریب فارمولے کو پیش نظر رکھا ہو گا۔ راجہ غالب کے خیال میں اگر وہ واقعی ۲۵ لاکھ ہیں تو الیکشن لسٹوں میں اپنا نام کیوں نہیں لکھواتے اور اپنی مردم شماری کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟

ایک بہترین اصلاحی مضمون

تحریر: رقیہ آرزو کوئٹہ

معاشرے کا بگاڑ اور اس کا بہترین حل

کسی نیک مشن کو آگے بڑھانے کے لئے مستحقین کی امداد کرنا انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے

ارباب دین و دانش اور حکمائے اخلاق کا اس پر اتفاق ہے کہ جس قوم میں علاقائی عصبیت کا جذبہ غالب آجاتا ہے' اس کے دلوں میں حب الوطنی باقی نہیں رہتی۔ تعمیر ملت کا فرض ان کے لئے ادا کرنا مشکل ہے' جو ملت کے مفہوم ہی سے آشنا نہیں ہیں۔ جو لوگ گناہ کریں اور اسے کمال سمجھیں یعنی مکر و ریا کو ہنر اور عداوت کو اختلاف قرار دیں' وہ دنیا میں معزز باوقار اور سرخرو نہیں ہوسکتے۔

جب بھی اس عالم اسباب میں لباس خضر میں رہزنوں کی کثرت ہوجاتی ہے اور غلط ذرائع سے خوشگوار زندگی پیدا کرنے کا جنون پھیل جاتا ہے' تاریخ گواہ ہے کہ پورے معاشرہ میں آپا دھاپی پھیل جاتی ہے اور احترام آدمیت باقی نہیں رہتا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ قبائل عرب میں جب اسلام کی طرف رجوع شروع ہوا تو کوئی مستحق اور غریب شخص اسلام کے ارادہ سے ایسا نہیں کرتا تھا کہ آپ اسے کچھ عطا نہ فرماتے ہوں۔ ایک دن ایک شخص آیا۔ صدقے کی بکریوں کا ایک ایسا بڑا ریوڑ اسی وقت آیا ہوا وادی میں پھیلا ہوا تھا۔ آپؐ نے اس میں سے ایک بڑی تعداد دینے کا حکم دیا۔ وہ اسے لے کر اپنی قوم کی طرف آیا اور پکارا۔

"اے لوگو! اسلام لے آؤ کیونکہ محمدؐ اس طرح دیتے ہیں کہ جیسے انہیں فاقے اور مفلسی کا خوف ہی نہ ہو۔"

یہ مثال صرف فیاضی کی ہی نہیں' فیاضی کے ساتھ علم اور عالی ظرفی کی بھی قابل رشک مثال ہے۔

دولت مندوں سے وصول کرنا اور غریبوں میں تقسیم کرنا شعائر اسلام میں شامل ہے۔ کسی نیک مشن کو آگے بڑھانے کے لئے مستحقین کی امداد کرنا انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے لیکن وہ طریقہ اختیار کرنا جس سے دولت مند اور زیادہ دولت مند ہوجائے اور غریب اور زیادہ غریب ہوجائیں' جبر و جور کی پرورش کرنا ہے۔ ہم لوگ جب تک اپنے عمل سے وہی بات پھر پیدا نہ کرلیں جو ہمارے نامور اسلاف کی تھیں خود کو اچھا مسلمان ثابت نہیں کرسکتے۔ نظام حکومت کو قرآن و سنت نبویؐ کی روشنی میں تبدیل کرنے کی سعی جب ہی مشکور ہوگی جب ہمارے معاشرے میں ننگ انسانیت لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جائے گی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ جو لوگ ناجائز ذرائع سے معیار زندگی بلند کرنے کے جنون میں مبتلا ہیں اور حرام خوری کے عادی ہوں' ان کا محاسبہ اتنا سخت ہو کہ ان کے انجام سے دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں۔

یہ دور عہد معاشیات ہے۔ اگر اسلام کے معاشی نظام پر عمل نہ کیا گیا تو اصلاح احوال کی کوششوں میں نہایت ضروری تاخیر ہوگی۔ علاقائی عصبیت کچھ لوگوں کے لئے عیش کا سامان فراہم کرسکتی ہے علاقے کے عوام کے حق میں زہر ہلاہل ہے اور اس سے معاشرے پر نہایت برے اثرات مرتب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے قرآن پاک کو اپنا رہنما بنا کر جب بھی مسلمانوں نے کسی کام کا بیڑا اٹھایا ہے' کامرانیوں نے ان کے قدم چومے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ رب کریم فرماتے ہیں۔

"بخل انتہائی گنہگاری کا باعث ہے' لیکن اسراف بھی اس سے کم نہیں۔"

(الفرقان)

"دولت کا دولت مندوں کے اندر ہی چکر لگاتے رہنا' کفران نعمت سے کم نہیں۔"

(الحشر)

"دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور اسے جمع کرکے نہ رکھنا ہی اسلامی معیشت کے لئے ازبس ضروری ہے۔"

(التوبہ)

تمام نیک کاموں پر خرچ کرنے سے خدا کی طرف سے پورا پورا بدلہ مل جاتا ہے۔ ان آیات کو پڑھ کر ہم سب کو اپنے ضمیر سے مشورہ کرنا چاہئے کہ کیا ہمارے اس اسلامی معاشرے میں فرمودات الٰہی پر عمل ہو رہا ہے۔ کہیں اختلافات اور عداوت کے فرق کو محسوس نہیں کیا جارہا ہے۔ کہیں لقمہ تر کے لئے حکام کی چاپلوسی کی جاتی ہے۔ کہیں علاقائی عصبیت کا ایسا اسفل ترین مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ جو جائز حقوق کی راہ میں آہنی دیوار بن جاتی ہے۔ حرام خوری سے عقل مسخ ہوجاتی ہے۔

یہ ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ جتنے لوگ عالی شان مکانوں میں رہتے ہیں' بینک بیلنس اور کاریں رکھتے ہیں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں وہ خود تو اپنی اصلاح نہ کریں اور دوسروں کو نصیحت کریں اور نصیحت سننے پر مجبور وہ ہوں جو نصیحت سے زیادہ امداد کے مستحق ہوں۔

دین نام خیر خواہی اور نصیحت کا ہے۔ جب ہم محسن انسانیت حضورؐ کی پیروی کی تلقین کرتے ہیں' جن کا ہاتھ کا تکیہ اور خاک کا بستر ہوتا تھا تو کم از کم ہمیں سادہ لباس ہونے کا مظاہرہ تو کرنا چاہئے۔ بہترین اور قیمتی لباس نے عوام کو حرام خوری کی طرف متوجہ کرلیا ہے۔

ہمارے معاشرے میں پھیلی ہوئی بعض بیماریاں بدقسمتی سے ایسی ہیں' جن کی وجہ سے معاشرے میں منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں معاشرہ بجائے سنورنے کے انتہائی پستی' تنزل اور انحطاط کا شکار ہوجاتا ہے۔ ان بیماریوں میں حرام خوری یعنی رشوت' سود' فحاشی' شراب نوشی اور قمار بازی جیسی اہم بیماریاں سرفہرست ہیں۔ ان میں حرام خوری پہلے نمبر پر ہے' جس کے بغیر آج تقریباً" کوئی کام ہونا مشکل بلکہ ناممکن ہوگیا ہے بلکہ ہر شخص جو تھوڑے اثر و رسوخ کا مالک ہوتا ہے وہ اس حرام خوری میں بری طرح ملوث ہوکر رہ جاتا ہے اور یہی بات معاشرے

کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ اللہ پاک نے رشوت لینے اور دینے والے دونوں کو دوزخی قرار دیا ہے۔

المناک صورتحال یہ ہے کہ یہ معاشرہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی حرام خوری کی راہ پر گامزن ہے۔ نمود و نمائش' رسم و روایات اور ٹھاٹ باٹ کی زندگی نے انہیں وسیع تر قومی مفادات سے یکسر بیگانہ اور لاپرواہ کر دیا ہے اور اس حد تک اس لعنت میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ سوچنے سمجھنے کی قوت سے عاری نظر آتے ہیں۔

فرسودہ روایات کے علاوہ عام آدمی نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی حرام خوری کی راہ اپنائی ہے اور اپنی روز مرہ زندگی کو اس حد تک بوجھل بنا دیا ہے کہ اس کے لئے سانس لینا بھی مشکل ہو رہا ہے اور اپنی ناجائز خواہشات کے ہاتھوں ہمیشہ مقروض اور پریشان رہتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حرام خوری کی عادت نے نہ صرف ہمارے قومی کردار کو مسخ کر دیا ہے بلکہ ہمارے لئے ترقی اور خوشحالی کی تمام راہیں بند کر دی ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے کہ۔

"اے محمدؐ! بلاشبہ یہ تمہاری امت ایک (ناقابل تقسیم) وحدت ہے۔"

لہٰذا ہم پہلے مسلمان ہیں اور بعد میں کچھ اور ہیں۔ جو مسلمان' مسلمان کے حقوق غصب کرتا ہے' بہتان باندھتا ہے' جفا کے لئے بہانے تلاش کرتا ہے' وہ ہرگز دین فطرت سے مخلص نہیں ہوتا۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

"جن لوگوں نے اللہ کے احکام کا انکار کیا ہے' ان کے اعمال اس راکھ کی طرح سے ہیں' جسے ایک تیز آندھی والے دن ہوا تیزی سے اڑا لے گئی ہو۔ جو کچھ انہوں نے اپنے مستقبل کے لئے کمایا ہے' اس میں سے کوئی حصہ بھی ان کے ہاتھ نہیں آئے گا۔ یہی پرلے درجے کی تباہی ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کے احکام کیا ہیں؟ یہی کہ ہر شعبہ زندگی میں معقولیت اور دیانت اختیار کی جائے۔ محسن انسانیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"نامعقولیت اختیار کرنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور جو شخص اس کا عادی ہو گیا وہ امور خیر سے غافل ہو جائے گا۔"

بھلا اس سے زیادہ نامعقولیت کیا ہو سکتی ہے کہ ایک خدا' ایک رسولؐ اور ایک کلمہ کو ماننے والے حرام خوری کریں' ایک دوسرے کا احترام نہ کریں۔ جب ہمارا ایمان ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے' تو پھر کیا سبب ہے کہ ہم فرزندان توحید کی فلاح و بہبود کے لئے کام نہ کریں۔

ہم نے ایک اچھی قوم بننے کے لئے زمین کا یہ الگ ٹکڑا حاصل کیا تھا۔ اب تک زندگی کی اچھائیوں اور خوبصورتیوں کو کیوں گر نہ اپنا سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے ہی دانتوں سے اپنی قبریں کھود رہے ہیں۔ ریشمی پہناوے کے شوق میں خود کو بار بار گروی رکھ رہے ہیں۔ حصول زر کی خواہش میں اپنے مردے خود اپنے ہاتھوں سے کفنا رہے ہیں۔ معیار زندگی بڑھانے کے لئے وقت کی مخالف سمت میں دوڑ رہے ہیں۔ حرام خوری نے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اس کے نہایت برے اثرات نے ہر فرد کی زندگی بے سکون کر دی ہے۔ اسی لئے آج پوری قوم معاشی بحران کا شکار ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ آنے والا وقت ہمیں تاریک راتوں اور اجڑے دنوں کی خبر دے رہا ہے' پھر بھی ہر شخص حرام خوری کی جانب راغب ہے۔

اگر لوگ یہ سمجھ جائیں کہ یہ سب بے کار اور عارضی ہے اور یہ کہ اب اس سے سوائے معاشی دلدل میں پھنسنے کے کوئی دوسرا فائدہ نہیں تو یہ ہمارے غریب معاشرے کے لئے کسی نعمت سے کم نہ ہوگا۔ حرام خوری نے معاشرے کے ہر گھر کا سکون اور آرام بھی تباہ کر دیا ہے۔ آج مسلمان جن مسائل سے دوچار ہیں' ان میں علاقائی عصبیت اور حرام خوری خصوصی طور پر خطرناک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اس کے استحکام کی بنیاد بھی اسلامی تعلیمات ہی ہو سکتی ہیں۔ ہم اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں' جس کی تاریخ بہادری' شجاعت اور بلند کرداری کی بے شمار مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ اپنی روایات کے مطابق زندگیاں بنایئے اور اس تاریخ میں روشن باب کا اضافہ کیجئے۔ ارباب بصیرت سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ہماری تاریخ کیا ہے۔ مصائب سے نہ گھبرانا' اخوت اسلامیہ کو زندگی کا نصب العین بنانا' عدل قائم رکھنا' مساوات کے چراغ روشن کرنا' جو عمل کیا جائے وہ صالحین جیسا ہو۔ یہ اور ایسے ہی خلق خدا کے لئے مفید کام سرانجام دینا ہماری تاریخ ہے۔

باقی ص ۲۶ پر

تحریکِ ختمِ نبوت 1974

ترتیب و تالیف

مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت 1954ء تا 1974ء' قادیانی احتساب کی سرگزشت ○ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور مسلم لیگی حکومت کا عتاب ○ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سہروردی کے نام خط ○ ظفر اللہ خاں قادیانی کی نئی نویلی دلہن کے پرانے شوہر کی دلچسپ داستان ○ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بزرگوں کو بشارتیں ○ قادیانیوں کا خلیفہ ربوہ کے مظالم کے خلاف احتجاج اور بغاوت ○ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس ○ مسیح موعود بننے کا پاکستانی امیدوار ○ اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے دلچسپ سوالات ○ سکندر مرزا ایک قومی غدار ○ "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی ○ قادیان پر کام کرنے والے مجاہد علماء کرام ○ اقبال اور قادیانیت ○ پنجاب یونیورسٹی اور قادیانیت ○ قادیانی جماعت کا بجٹ ○ فرقان فورس کیا بلا ہے ○ خلیفہ ربوہ کی مشکوک سرگرمیاں ○ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں ○ اسرائیل میں مرزائی مشن ○ ربوہ کا سالانہ جلسہ ○ ہفت روزہ "چٹان" کی ضبطی ○ مولانا عبید اللہ انور کی گرفتاری ○ بھٹو اور مرزا ناصر ○ فوج کا ہیڈ کوارٹر۔ ربوہ ○ تبلیغ اسلام کے لیے قادیانیوں کا تقرر ○ ایم ایم احمد قادیانی قائم مقام صدر پاکستان ○ چینی سفیر ربوہ میں ○ مرزائی لندن پلان ○ مرزائی گھوڑے ○ رفیق باجوہ پر قاتلانہ حملہ ○ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان اور قادیانی ○ محکمہ تعلیم اور قادیانی ○ قادیانی خلیفہ کو پاکستان ایئر فورس کی سلامی ○ بھٹو کے خلاف مرزائی سازشیں ○ ضلع ژوب میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ مولانا شمس الدین کی شہادت ○ ربوہ' علاقہ غیر ○ مرزائی سلطنت کے خواب ○ پاک فوج میں قادیانی سازشیں ○ [illegible] ○ ربوہ' سازشوں کا مرکز ○ اسمبلی میں چوہدری ظہور الٰہی کا خطاب ○ صدر پاکستان اور قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد ○ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ○ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" مرزا ناصر احمد کی دھمکی ○ سانحہ ربوہ 1974ء ○ قادیانی غنڈوں کا مسلمان طلبہ پر وحشیانہ ظلم و ستم ○ حنیف رامے کی بدترین مرزائیت نوازی ○ قادیانی عورتوں کی حقیقت ○ قادیانی جنت و دوزخ ○ مرزا ناصر کے اندرون خانہ راز دار باورچی کا قتل ○ کوثر نیازی ربوہ میں ○ لیبیا کا ایٹمی پلانٹ اور قادیانی ○ شیزان' قادیانیوں کی فیکٹری ○ ملک قاسم' مجید نظامی' آغا شورش کاشمیری کے عدالت میں باطل شکن بیانات ○ مرزا ناصر احمد عدالت کے کٹہرے میں ○ خلیفہ ربوہ کی لاہوری گروپ سے لاتعلقی ○ سانحہ ربوہ کے سلسلہ میں جسٹس صمدانی ٹربیونل کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی' پہلی بار منظر عام پر

○ کمپیوٹر کتابت ○ عمدہ کاغذ ○ اعلیٰ طباعت ○ چار رنگا خوبصورت ٹائٹل ○ بہترین جلد ○ صفحات 1224 ○ قیمت 200 روپے
○ جماعتی کارکنوں کے لیے قیمت صرف 120 روپے ○ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ○ وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کا مدتوں انتظار تھا
پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھئے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ' ملتان۔ فون: 40978

ایک اہم اور تحقیقی مضمون

دنیا میں سب سے زیادہ گونجنے والی آواز" اذان

دنیا میں کوئی ساعت اور کوئی لمحہ ایسا نہیں جہاں کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی ملک میں اذان کی آواز نہ گونجتی ہو

اذان

سیکنڈ لیفٹیننٹ محمد شعیب کے قلم سے

اگر آپ دنیا کے نقشے کو غور سے دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرہ ارض کے عین مشرق میں واقع ہے۔ یہ ملک بے شمار جزیروں پر مشتمل ہے جن میں جاوا' سماٹرا' بورنیو اور سیبلز بڑے مشہور جزیرے ہیں۔ انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ۸ کروڑ آبادی کے اس ملک میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

طلوع سحر سیبلز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے۔ وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں۔ طلوع سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہوجاتی ہے اور بیک وقت ہزاروں موذن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔ مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں موذنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے۔ جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہوجاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔ ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے۔ جکارتہ سے اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے۔ بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔ سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے۔ سیالکوٹ سے کوئٹہ' کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصہ میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس عرصہ میں اذانیں حجاز مقدس' یمن' عرب امارات' کویت اور عراق میں گونجتی ہیں۔ بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس دوران میں شام" مصر' صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی ہیں۔ سکندریہ اور استنبول ایک ہی طول و عرض پر واقع ہیں۔ مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس دوران ترکی میں صدائے توحید و رسالت بلند ہوتی ہے۔ سکندریہ طرابلس تک ایک گھنٹہ کا دورانیہ اس عرصہ میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا۔ ساڑھے نو گھنٹے کا طویل سفر کرکے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔

فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نماز مغرب کا وقت ہوجاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سیبلز سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہوجاتا ہے۔ جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرہ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں' لاکھوں موذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں۔ انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ تاقیامت اسی طرح جاری رہے گا۔

دنیا میں سب سے زیادہ سنائی دینے والی آواز مسلمانوں کی اذان ہے' جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی' امریکن محقق کا اعتراف

امریکہ کا ایک سرپھرا مگر بکار' نوٹس ہشیار محقق اس دریافت میں تھا کہ دنیا میں سب سے زیادہ آواز کون سی سنی جاتی ہے۔ اس نے اس سے قبل ایک کتاب "مانو یا نہ مانو" لکھ کر بہت نام پیدا کیا۔ اس کے بارے میں پروفیسر احمد الدین مارہروی لکھتے ہیں کہ اس محقق کا نام "رپلے" Ripley تھا۔ وہ بھارت آیا تو اخبارات میں اس کا خوب چرچا ہوا۔ ایک روز وہ مذکورہ سوال کے سلسلہ میں امپیریل لائبریری کلکتہ آیا۔ نوادرات اور عجائبات کے متلاشی تو بہت ہوئے ہیں لیکن اس میں یہ انفرادیت تھی کہ وہ صرف معاشی اور علمی عجوبوں سے دلچسپی رکھتا تھا۔ لندن اور امریکی اخبارات میں اس کے چند ہی چٹکلے شائع ہوئے تھے کہ لوگوں نے اس پر آوازے کسنے شروع کردیئے۔ کسی نے اس کو دنیا کا سب سے بڑا دروغ گو قرار دیا تو کسی نے اسے ایک فریب گردانا وہ بات ہی ایسی کہتا تھا کہ عقل اسے تسلیم کرنے سے انکار کردیتی تھی لیکن جب تحقیقات کی جاتی تو سو فیصد صحیح ثابت ہوتی۔ ہفتہ وار ٹائمز آف انڈیا نے بھی اس کے ان مضامین کی خوب اشاعت کی تھی۔ اس لئے وہ ہمارے نزدیک ایک جانی پہچانی شخصیت تھی۔

پروفیسر احمد الدین مارہروی صاحب کہتے ہیں کہ اس کے پاس ایک ڈائری تھی جس میں ہندوؤں کی کتابوں کا نام درج تھے۔ وہ اپنی تحقیق کے لئے ان کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا اور کسی ایسے ماہر کا متلاشی تھا جو اسے اس خاص موضوع

پر معلومات فراہم کرنے کے اس کو ایک پنڈت سے جو سنسکرت ٹیکنیشن کے ماہر تھے ملایا گیا لیکن وہ ربلے کو مطمئن نہ کر سکا۔ پنڈت کے لاجواب ہونے کے بعد اس نے اپنی ڈائری بند کردی اور کہا کہ میں اس ٹوہ میں نکلا ہوں کہ دنیا میں کون سی آواز سب سے زیادہ سنائی دیتی ہے۔ پہلے جانوروں کی بولیوں کا جائزہ لیا لیکن ان میں ہم آہنگی بہت کم دیکھی۔ پھر انسان کی طرف توجہ کی تو وہاں بھی بھانت بھانت کی آوازیں سنائی دیں۔ ریلوے انجن کی سیٹی کا تجزیہ کیا تو امریکی' یورپی اور افریقی سیٹیوں میں فرق نظر آیا۔ اب صرف ایک امر باقی رہ گیا تھا کہ دنیا کے مذہب کو دیکھا جائے۔ ان میں شاید کوئی مناجات یا حمد مل جائے جو بین الاقوامی حیثیت سے عام ہو۔ دنیا میں چار بڑے مذاہب ہیں۔

۱۔ عیسائیت۔

۲۔ بدھ مت۔

۳۔ اسلام۔

۴۔ ہندو دھرم۔

آج کل میں ان کا جائزہ لے رہا ہوں۔ عیسائی ممالک نے مجھے ہر قسم کی معلومات فراہم کردی ہیں لیکن ان میں بے انتہاء تنوع اور افتراق ہے۔ بدھوں کے ہاں یکسانیت مقابلتاً" زیادہ ہے لیکن نہ اتنی کہ ان کی کسی بالعموم عبادت کو آوازوں میں پہلا نمبر دیا جاسکے۔ ہندوستان میں ابھی آپ نے دیکھ لیا کہ اعداد و شمار جمع کرنا کتنا مشکل ہے۔ بظاہر تو یہاں بھی کامیابی مشکل ہی نظر آتی ہے۔

قبل اس کے کہ یہ محقق اسلام کے متعلق کچھ کہے ایک صاحب نے خود ہی یہ سوال داغ دیا کہ اسلام کے متعلق آپ کی جستجو کا ماحصل کیا ہے؟ بظاہر وہ اس کا دو ٹوک جواب دینا نہیں چاہتا تھا۔ اپنی ڈائری کا ایک دوسرا ورق کھول کر کہنے لگا۔ ابھی میں تمام اسلامی ملکوں میں نہیں گھوما مصر' شام' عرب' فلسطین اور عراق کا دورہ کر پایا ہوں۔ ان سب میں قدر مشترک یہ نظر آئی کہ ہر جگہ عبادت عربی زبان میں ہوتی ہے لیکن ان میں عبارتیں مختلف ہوتی ہیں جنہیں ایک آواز کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

ہم نے فوراً" محسوس کرلیا کہ اس برگشتہ راہ کو ہدایت کی ضرورت ہے اور اس کے لئے بڑی ہوشیاری اور چابکدستی سے کام کرنا ہوگا چنانچہ اسے تو یہ کہہ کر رخصت کردیا گیا کہ ہندو دھرم کے متعلق آپ خود معلومات بہم پہنچائیں اور اسلام کے بارے میں ہم آپ کو ایک جرمن عالم سے ملائیں گے جو ممکن ہے آپ کی رہنمائی کرسکے۔

جرمن عالم کا سنتے ہی ربلے کے پژمردہ چہرے پر مسکراہٹیں سی پھوٹنے لگیں اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ یونیورسٹی پروفیسر ہیں جن کا ہر لفظ محققین کے نزدیک حرف آخر ہوتا ہے واسے گونہ اطمینان ہوگیا کہ اسے نہ صرف اسلام بلکہ ہندو مذہب کے متعلق بھی پوری معلومات حاصل ہوجائیں گی کیونکہ میکس مولر نے تمام دنیا کو اس غلط فہمی میں مبتلا کردیا تھا کہ سنسکرت کے سب سے بڑے ماہر جرمن پروفیسری ہوتے ہیں۔ ہم نے بھی اس کی اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری نہ سمجھا اور محفل برخاست ہوگئی۔

اس کے بعد تمام مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کی غرض سے جس شدومد سے دوڑ دھوپ ہوئی اس کا جب خیال آتا ہے تو دل بلیوں اچھلنے لگتا ہے۔

دوسری نشست حسان سہروردی کے مکان پر ہوئی جو معاشرت میں تو بالکل انگریز لیکن دل سے بڑے جذباتی مسلمان تھے۔ ان کے ذمہ یہ فرض عائد کیا گیا کہ وہ اس نو وارد کو شیشے میں اتاریں اور اس سے اسلام کا لوہا منوائیں۔ انہوں نے اس کا تذکرہ جب جرمن پروفیسر سے کیا تو اس نے چٹکی بجاتے ہوئے اس کا نہایت عمدہ حل پیش کردیا۔ کہنے لگا آپ اس سے نماز یا عبادت کا ذکر نہ کریں جس میں اختلاف کی بڑی گنجائش ہے بلکہ اس کی جگہ اذان پر زور دیں جو ہر جگہ یکساں ہوتی ہے۔

ربلے کا عروس البلاد کلکتہ میں پانچواں دن تھا۔ اس دوران میں وہ نہ معلوم کس کس سے مل چکا تھا۔ کتنے مندروں میں بھجن اور پرارتھنا سن چکا تھا لیکن اب بھی ابھی تک وہ دوسے غیر مطمئن تھا۔ اس کی آخری امید پروفیسر کی رہنمائی تھی۔ لیکن جب ذاکر ذکرایا نے بجائے ہندو دھرم کے اسلام پر گفتگو شروع کی تو وہ ہکا بکا رہ گیا۔ انہوں نے حتمی طور پر جب یہ فیصلہ صادر کیا کہ دنیا میں سب سے زیادہ سنائی دینے والی آواز اذان ہے تو اسے کسی طرح یقین ہی نہ آتا تھا۔ اس نے یہ تو تسلیم کیا کہ ہر مسجد میں پانچ وقت اذان ہوتی ہے لیکن وہ یکساں کس طرح ہوسکتی ہے۔ یہ بات اس کے مغرب زدہ ذہن میں کسی طرح نہ سماتی تھی۔ اسے جب مختلف مساجد میں لے جاکر اذان سنائی گئی تو لحن کے اختلاف کے باعث وہ ان میں رابطہ قائم نہ کرسکا اور طرح طرح کے اعتراضات کرتا رہا۔ اب ہم پھر سر جوڑ کر بیٹھے کہ اب کون سا لائحہ عمل اختیار کیا جائے جو اس سنگلاخ پتھر میں جونک لگ سکے۔ مختلف تدابیر سامنے آئیں لیکن اس دفعہ بھی پروفیسری کا تیر نشانے پر بیٹھا۔

اس وقت تک دنیا ٹیپ ریکارڈنگ سے نا آشنا تھی لیکن گراموفون ایجاد ہوچکا تھا اور کلکتہ میں ہزماسٹرس وائس کمپنی ریکارڈ تیار کرتی تھی۔ ان سے یہ سودا کیا گیا کہ مختلف مساجد کی اذانوں کو جداگانہ اوقات میں ربلے کے سامنے ریکارڈ کیا جائے اور پھر وہ ان سب کو بیک وقت سن کر اندازہ لگائے کہ ایک ہی چیز ہے یا مختلف النوع صدائیں ہیں۔ گراموفون کمپنی نے اس کے معاوضے میں اتنی زیادہ رقم طلب کی جس کا ادا کرنا ہم میں سے کسی کے بس کا روگ نہ تھا۔ لیکن خدا بھلا کرے چنڈ دادن خاں کے ملک التجار حاجی محمد امین صاحب (بانی امین برادرس کراچی و ڈھاکہ) کا جنہوں نے بغیر ہماری درخواست کے کل رقم اپنی جیب سے ادا کردی اور دو دن کے اندر ہیں ایسی مساجد کی اذانوں کے ریکارڈ تیار ہوگئے جن میں سے بعض کا فاصلہ میں میل سے بھی زیادہ تھا۔ ربلے نے جب یہ ریکارڈ غور سے سنا تو پھڑک اٹھا۔ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ اٹھ اٹھ کر ہاتھ ملایا اور کہتا کہ آپ لوگوں نے میری برسوں کی محنت ٹھکانے لگا دی۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ آپ کا شکریہ ادا کروں۔ لیکن ہم اس کو اپنی نہیں بلکہ اسلام کی فتح سمجھتے تھے۔

پھر جب وہ امریکہ واپس پہنچا اور اس نے "مانو یا نہ مانو" کی دوسری جلد لکھنی شروع کی تو ابتدا ہی میں اس عنوان کے تحت کہ دنیا میں کون سی آواز سب سے زیادہ سنائی دیتی ہے جواب دیا کہ وہ مسلمانوں کی اذان ہے' جس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

ARFI JEWELLERS عارف جیولرز

FOR CREATION OF ATTRACTIVE JEWELLERY PH 6645236

ممتاز زیورات ۔ منفرد ڈیزائن

A Perfect Setting for a perfect Woman

Where trust is a Tradition.

ARFI JEWELLERS

34.MUHAMMADI SHOPING CENTRE

BLOCK-G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

مؤذن رسول کریمؐ سیدنا حضرت بلالؓ

حبش ”بصرہ کے باشندے“ بلالؓ کی اصل حبشہ سے اور صہیب ”روم کے چشم و چراغ تھے جو عشق محمدیؐ کی شراب سے سرشار ہو کر ایمان و اسلام کی جنت میں داخل ہو گئے اور وہ خطہ جہاں سے نبوت کا آفتاب طلوع ہوا۔ جس کو وحی ربانی کے طائر سدرہ نے اپنا نشیمن بنایا۔ یعنی مکہ معظمہ' اس کی مقدس خاک سے ابوجہل پیدا ہوا اور ظلمات کی وادیوں میں بھٹکتا ہوا پھر عدم کی اتھاہ گہرائی میں ڈوب گیا۔ قدرت کے کرشمے کس قدر عجیب اور حیرت انگیز ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اس وقت صرف اسلام کو قبول کر لینا ہی بہت بڑی مردانگی اور شجاعت کا ثبوت تھا۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

یہ شعر اس وقت کے ابتدائی مسلمان پر بہت زیادہ صادق آتا ہے۔

موحد چہ بر پائے ریزی زرش
چہ فولاد ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد ز کس
ہمیں است بنیاد توحید و بس

ادھر آپؓ نے قبول اسلام کا اعلان کیا ادھر آپ پر آفات و مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ آپ غلام تھے چنانچہ آپؓ اس سبب سے ہر قسم کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے رہے۔ ”تپتی ہوئی ریت“ جلتے ہوئے سنگریزوں اور دہکتے ہوئے انگاروں پر آپؓ کو لٹایا گیا۔ مشرکین کے لڑکوں نے آپؓ کے گلوئے مبارک میں رسیاں ڈال کر بازیچہ اطفال بنایا لیکن ان تمام روح فرسا و جانکاہ آزمائشوں کے باوجود آپؓ کے ہاتھ سے توحید کی رسی نہ چھوٹی۔ ابوجہل آپؓ کو منہ کے بل سنگریزوں پر لٹا کر پتھر کی بھاری چکی رکھ دیتا اور جب سورج کی تیزی اسے بے قرار کر دیتی تو کہتا کہ اب بھی محمدؐ کے خدا سے باز آجاؤ لیکن آپؓ کی زبان مبارک سے اس وقت بھی یہی نکلتا احد احد یہاں اس لئے توحید کا نشہ رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔

ستم گر مشرک امیہ بن خلف سب سے زیادہ پیش پیش تھا۔ اس نے ظلم و جور کے نئے نئے طریقے ایجاد کئے تھے۔ وہ آپؓ کو طرح طرح سے تکلیفیں پہنچاتا۔ کبھی گائے کی کھال میں لپیٹ دیتا۔ کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر جلتی دھوپ میں بٹھاتا اور کہتا ”تمہارا خدا لات و عزیٰ ہے لیکن وارفتہ توحید بلال کی زبان سے احد احد کے سوا اور کوئی کلمہ نہ نکلتا۔ مشرکین کہتے کہ تم ہمارے الفاظ کی نقل کرو۔ (یعنی لات و عزیٰ کی خدائی کا اقرار کرو) تو فرماتے میری زبان ان کلمات کو کبھی بھی ادا نہیں کر سکتی۔ آخر ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے چنانچہ ایک روز حسب معمول حضرت بلالؓ پر وادی بطحا میں ستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دن حضرت ابوبکرؓ کا اس طرف سے گزر ہوا۔ آپ نے بلالؓ کی یہ حالت دیکھی تو آپ کا دل بھر آیا اور اتنے متاثر ہوئے کہ ایک گرانقدر رقم بطور معاوضہ دے کر آزاد کرا لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا۔

”ابوبکرؓ تم مجھے بھی اس میں شریک کرلو۔“

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آزاد کر چکا ہوں۔“

ہجرت

اس کے بعد دوسرا معرکہ ہجرت کا پیش آیا۔ حضرت بلالؓ اس میں پیش پیش تھے چنانچہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور حضرت سعد بن خیثمہ کے ہاں مہمان ہوئے۔

حضرت ابورویحہؓ بن عبدالرحمانؓ سے بھائی چارہ قائم ہوا۔ ان دونوں میں نہایت درجہ محبت پیدا ہو گئی۔ عہد فاروقی میں حضرت بلالؓ نے شام کی مہم میں شرکت کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا۔

”اے بلالؓ تمہارا وظیفہ کون وصول کرے گا؟“

عرض کیا۔

”ابورویحہؓ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں میں جو برادرانہ تعلق پیدا کر دیا ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہو سکتا۔“

برادران اسلام اور اے عزیزان پاکستان' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت بلالؓ اور رویحہؓ ہی میں برادرانہ تعلق پیدا نہیں کیا تھا۔ آپؐ نے تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ نہ صرف آپؐ نے بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے سارے مسلمانوں کو اخوان کا لقب عطا فرمایا تھا۔

الف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

(سورۃ آل عمران)

ترجمہ ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔ تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔“

بلالؓ اور ابورویحہؓ اور اس وقت کے مسلمانوں نے اس ارشاد خداوندی اور فرمودہ نبویؐ کو نبھا کر دکھایا اور جلد ہی اس دنیا میں اس عمل کے بہترین ثمرات حاصل کئے اور آخرت کے بلند درجات پر بھی فائز ہوئے اور بعد کے مسلمانوں نے ان کا لحاظ نہ رکھا' بھائی بھائی بننے کے بجائے دشمن بن گئے جس کا ہولناک انجام ہمیشہ سامنے آیا ہے۔ سچ ہے۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

ترجمہ ”عمل کا بدلہ تو مل کر ہی رہتا ہے۔ گندم بو کر جو' اور جو بو کر گندم پیدا نہیں کر سکتے۔“

اسی طرح دشمنی' نفاق اور فرقہ بندی کا بیج بو کر اخوت اور محبت کے اعلیٰ ثمرات' عزت و دولت اور فلاح و نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔

ضرورت اذان

حضرت بلالؓ کا شرف خاص یہ ہے کہ آپ اسلام کے پہلے مؤذن ہیں۔ آپؓ اس مسجد کے پہلے مؤذن ہیں جس میں

امام اول اللہ تعالیٰ کے آخری رسولؐ تھے۔ آپؓ کی آواز نہایت دل کش اور بلند تھی جو توحید کے متوالوں کو بے چین کر دیتی تھی۔ مرد اپنا کاروبار، عورتیں شبستان حرم اور بچے کھیل کود چھوڑ کر والہانہ وارفتگی کے ساتھ آپؓ کے گرد جمع ہو جاتے۔ جب خدائے واحد کے پرستاروں کا مجمع بہت کافی ہو جاتا تو نہایت ادب سے آستانہ نبوت پر کھڑے ہو کر کہتے **حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح** یعنی اے خدا کے رسولؐ نماز تیار ہے۔ غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور بلالؓ کی دل کش تکبیر اقامت کے نعروں سے بندگان توحید بارگاہ ذوالجلال میں سجدہ ریز ہونے کے لئے صف بہ صف کھڑے ہو جاتے۔

غزوات

اسلام نے جس موذن کا نمونہ امت کے سامنے پیش کیا ہے وہ بہترین موذن ہونے کے ساتھ ہی میدان جنگ کا بھی شہسوار ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ حضرت بلالؓ تمام مشہور غزوات میں برابر شریک تھے۔ غزوہ بدر میں ان کی تیغ بے نیام نے اسلام کے بہت بڑے دشمن امیہ بن خلف کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ یہ وہ شخص تھا جو کسی زمانہ میں حضرت بلالؓ کی ایذا رسانی میں سب سے آگے تھا۔ قضا و قدر نے انہیں کے ہاتھوں سے اس کو اجل کا پیالہ پلایا۔

فتح مکہ میں حضرت بلالؓ حضورؐ کے ہم رکاب تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر توحید کی پر عظمت صدائے تکبیر بلند کرو۔ خدا کی شان وہ حرم محترم جس کو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنایا تھا مدتوں صنم خانہ رہنے کے بعد پھر ایک حبشی نژاد جنتی کے نغمہ توحید سے گونجا۔

آپ کے ذوق جہاد اور جذبہ جاں فروشی کا یہ عالم تھا کہ حضورؐ کی وفات کے بعد اپنے محسن حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کی کہ اے ابوبکرؓ! آپؓ نے مجھے خدا کے لئے آزاد کیا ہے یا اپنی مصاحبت کے لئے۔ فرمایا خدا کے لئے۔ بولے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ راہ خدا میں جہاد کرنا مومن کا سب سے بہتر کام ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تا دم موت تک اسی عمل کو لازمہ حیات بنا لوں۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا بلالؓ مجھے پیری میں داغ مفارقت نہ دو۔ اس فرمان نے ان کو غزوات میں شرکت سے باز رکھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شرکت کی اجازت حاصل کر کے شام کی مہم میں شریک ہو گئے اور اسی علاقہ میں مقیم ہو گئے۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ حاضری دی تو لوگوں کے اصرار پر ایک دن حضرت عمرؓ نے آپؓ سے اذان دلوائی تو آپ نے ایسے پر سوز لہجے میں فرمان توحید سنایا کہ مدینہ بے قرار ہو کر مسجد نبوی میں آ گیا۔ یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ آپ اذان دیتے ہوئے گر کر وفات پا گئے تھے۔

آپ کی وفات ۲۰ ہجری میں ۶۰ سال کی عمر میں ہوئی اور دمشق میں باب الصغیر کے قریب سپرد خاک کئے گئے۔

عالمی مجلس کے مرکزی مبلغین کا دورۂ اندرون سندھ

ملک میں ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اور تعلیمی اداروں میں گھسے ہوئے قادیانیوں کے ذریعے تبلیغی سرگرمیوں پر نظر رکھتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فیصلہ کیا کہ عوام سے رابطہ کے سلسلہ میں مختلف علاقہ جات میں وفود بھیجے جائیں۔ جماعت کے مبلغین کا ایک وفد حضرت مولانا احمد میاں حمادی، حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی، حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی اور حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن رحمانی پر مشتمل وفد نے اندرون سندھ دورہ کیا۔ کرونڈی، بھریا روڈ، نواب شاہ، سانگھڑ، بیدول، کھپرو، میرپور خاص، بچس آباد، کسری، عمرکوٹ، ٹوکوٹ، مٹھی، ڈگھڑی، ٹنڈو غلام علی، کورنگی، حیدر آباد، کولارچی میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے علماء نے مختلف انداز میں مسئلہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی کنوینر اور وفد کے قائد علامہ احمد میاں حمادی نے اپنے خطاب میں مرزا قادیانی کی مغلظات اور اس فتنہ کی تحقیق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر قادیانی مرتد، زندیق، ملحد، گستاخ رسول ہے۔ ان میں سے ہر ایک جرم مستقل واجب القتل ہونے کے لئے کافی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا گیا۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کی تبلیغ اور دیگر اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے پر پابندی لگائی گئی۔ اب ۱۹۹۴ء آنے والا ہے اور انشاء اللہ العزیز ۱۹۹۴ء ان کی تباہی کا سال ہوگا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ فاتح ربوہ حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے اپنے خطابات میں قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ربوہ قادیانیوں کا شہر تھا انہیں ان کی طرف سے بلائی گئی تھیں اور یہ تصور میں بھی نہ تھا کہ ربوہ میں مسلمان مجسٹریٹ اور مسلمان تھانیدار، مسلمان تحصیلدار ہوں گے اور یہ تصور بھی نہ تھا کہ ان کی بنی ہوئی عدالتوں میں وہ خود مجرموں کی طرح پیش ہوں گے۔ آج اللہ کے فضل سے ان کی اپنی بنائی ہوئی عدالتوں میں وہ مجرموں کی طرح کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ سب قانون کی وجہ سے ہوا۔ اس لئے ہر علاقہ میں قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کے لئے جماعتی احباب سے تعاون کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ فاتح کسری حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی نے اپنے خطابات میں فرمایا کہ قادیانیت کا اصل علاج قتل ہے۔ جو صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں کا کیا اور جو علاج خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کا حضرت فیروز دیلمی کے ذریعہ سے کروایا۔ یہ علاج خود گورنمنٹ کرے ورنہ مسلمان اس علاج کے کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن رحمانی نے کہا کہ قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف قسم کے حربے استعمال کئے جا رہے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ دنیا کے اندر ہر مذہب والا اپنے مذہب کو فخر سے بیان کرتا ہے لیکن قادیانی الگ مذہب رکھنے کے باوجود اپنا مذہب بیان کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ استخارہ کرو کہ غلام قادیانی سچا تھا یا جھوٹا حالانکہ استخارہ دو مباح چیزوں میں کیا جاتا ہے۔ استخارہ کرنے سے کہ غلام قادیانی سچا تھا یا جھوٹا تھا ان الفاظ سے آدمی کافر بن جاتا ہے لہٰذا قادیانیت پر استخارہ کفر ہے۔

نواب شاہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر جناب عبدالغفار صموں کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور ان کی وفات کی وجہ سے نائب امیر مولانا محمد ابراہیم صاحب کو منتخب کیا گیا۔ سانگھڑ میں بسم اللہ مسجد میں جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ جس کا اہتمام عالمی مجلس کے مقامی راہنما مولانا عبدالغفور، کیپٹن حاجی نور محمد صاحب، حافظ محمد زمان صاحب، محمد اقبال صاحب نے کیا تھا۔ کھپرو میں جامع مسجد میں رات کو بعد نماز عشاء جلسہ ہوا۔ صبح کو جامع مسجد میں مولانا حفیظ الرحمٰن کا درس ہوا اور بلال مسجد میں حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی کا بیان ہوا جبکہ بعد نماز عشاء حضرت مولانا خدا بخش صاحب کا مفصل خطاب ہوا۔

مفت مشورہ برائے خدمت خلق — دبلا پن — قد بڑھایئے
ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں۔ شفاء کی گارنٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔
مخصوص امراض — پچکے گال — گنجا پن
اور کیلئے مفت مشورہ کیلئے جوابی لفافہ ارسال کریں۔ فون دکان 680840 فون رہائش 680795
پتہ: حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس گورنمنٹ آف پاکستان محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک فیصل آباد پوسٹ کوڈ 38900

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ راجپال کو جہنم رسید کرنے والا عظیم انسان

غازی علم الدین شہیدؒ

اپنے جرم کی معافی مانگو اور اپنی کمینہ حرکتوں سے توبہ کرو‘ ورنہ مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ‘ غازی“

پہلی جنگ عظیم کے بعد مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی خاطر ہندوؤں نے دل آزار لٹریچر شائع کرنا شروع کردیا۔ وہ کبھی تو کعبہ کے کسی متولی کا فرضی نام لکھ کر یہ وصیت شائع کردیتے کہ قیامت قریب ہے نیک کام کرو اور اس وصیت کی چار نقلیں کرکے اپنے ساتھیوں کو دو ورنہ درگاہ الٰہی سے معتوب ہو جاؤ گے۔ ہندوؤں کی نیت یہ تھی کہ مسلمان سارا دن اسی نقل نویسی میں مشغول رہ کر دین اور دنیا کا کوئی اور کام نہ کرسکیں۔

اسی طرح سوامی دیانند کے ایک چیلے مہاشہ کرشن (ایڈیٹر "پرتاپ" لاہور) نے ایک نہایت ہی دل آزار کتاب "رنگیلا رسول" لکھی‘ جس میں اس ننگ انسانیت نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اتنی دل آزار باتیں لکھیں کہ پڑھنے اور سننے سے ہر مسلمان مرجانے کی دعا کرے اس کتاب میں قرآن کریم کی آیات اور احادیث قدسی کی غلط تاویلات کی گئی تھیں وہ مسلمان کے ایمان کے پختگی سے بھی واقف تھا اس لئے اس نے مسلمانوں کے غم و غصے سے بچنے کی خاطر اپنے بجائے پروفیسر پنڈت چمو پتی لال ایم اے کا فرضی نام بطور مصنف تحریر کردیا تھا تاکہ اس کے خلاف کوئی اخلاقی یا قانونی کارروائی نہ کی جاسکے۔ تاہم اس کتاب پر راج پال ناشر اچتال روڈ لاہور کا نام و پتہ درست لکھا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے ازراہ اخلاق اس سے ایسی ہزل کتاب کے تلف کرنے کی درخواست کی مگر اس نے ہندوؤں کی پشت پناہی کے باعث مسلمانوں کے اس جائز مطالبے پر غور کرنے سے قطعی انکار کردیا۔ اس پر مسلمانوں نے ۱۵۳ الف کے تحت اس پر فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے الزام میں مقدمہ دائر کردیا۔ مسٹر لوئیس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے راج پال کو چھ ماہ قید کی سزا دی مگر اس نے اس فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ جہاں دشمن اسلام اور حد درجہ متعصب چیف جسٹس سرشادی لال کی ذاتی سفارش پر جسٹس کنور دلیپ سنگھ مسیح نے ملزم کو رہا کردیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ کسی پیغمبر بالخصوص آقائے کائنات‘ ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نعوذ باللہ کوئی جرم نہیں‘ اس پر غیور مسلمان انتہائی جوش میں آگئے۔

اس سلسلے میں متعدد جلسے ہوئے اور جلوس نکلے۔ سب سے بڑا معرکہ خیز جلسہ درگاہ حضرت شاہ محمد غوث بیرون دہلی دروازہ لاہور کے پاس ہوا‘ جس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے کعبہ کی سمت اشارہ کرتے ہوئے مفتی کفایت اللہ سے فرمایا۔

”لیجئے وہ دیکھئے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کے دروازے پر تشریف لاکر پوچھ رہی ہیں کہ میری ناموس اور حرمت کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے جارہے ہیں۔“

یہ سنتے ہی تمام مسلمانوں کی غیرت جوش میں آگئی اور جلسہ گاہ میں موجود تمام مسلمان شہادت کے جذبے سے سرشار ہو کر نہ صرف راج پال اور کنور دلیپ سنگھ مسیح بلکہ حکومت کے خلاف نعرے بلند کرتے ہوئے سول سیکرٹریٹ کی طرف چل پڑے حکومت کے ایماء پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فوری طور پر دفعہ ۱۴۴ نافذ کرکے جلوس کو منتشر کرنے کا حکم دیا۔ مگر یہاں قید و بند کی صعوبت کی کس کو پرواہ تھی۔ یہاں تو سب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں نثار کرنے کی تمنا رکھتے تھے۔ حکومت سب لوگوں کو تو گرفتار نہ کرسکی تاہم سرکردہ افراد کو حراست میں لے کر فوری طور پر جیل پہنچادیا۔

ان دنوں مسلمانوں کا صرف ایک انگریزی اخبار "مسلم آؤٹ لک" تھا۔ اخبار نے جسٹس کنور دلیپ سنگھ مسیح کے فیصلے پر نکتہ چینی کی اور لکھا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا فرقہ وارانہ دل آزاری ہوسکتی ہے کہ دنیا کا ہر مسلمان کبیدہ خاطر ہے بلکہ ناموس حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے خون کا آخری قطرہ تک نثار کرنے کے لئے تیار ہے۔ اخبار نے اسلامی عقیدے کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ مسلمان اپنی زندگی کو حرمت امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کرنا فخر سمجھتا ہے۔ قانون میں اس امر کی واضح اور کافی گنجائش موجود ہے کہ وہ راج پال جیسے دریدہ دہن اور بے غیرت ملیچھ کا محاسبہ کرے۔ اخبار نے غیر منصفانہ فیصلے پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا کہ مسلمان ایک زندہ اور فعال قوم ہے۔ اگر عدالت نے اپنے فیصلے پر نظر ثانی نہ کی تو کوئی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس منہ زور کا پیٹ چاک کردے گا۔

فرنگی حکومت نے اپنی طاقت کے زعم میں مسلمانوں کے ایمان اور جوش کا صحیح اندازہ لگانے کی کوشش نہ کی اور تعمیری نکتہ چینی اور بروقت انتباہ سے استفادہ کرنے کی بجائے اسے توہین عدالت تصور کیا۔ اخبار مذکورہ کے مالک نور الحق اور اس کے مدیر سید دلاور شاہ کو دو دو ماہ قید اور ایک ایک ہزار روپے جرمانے کی سزا دی۔ ۱۹۳۰ء میں ایک من گندم کی قیمت صرف ایک روپیہ تھی۔ اس لحاظ سے جرمانے کی یہ رقم بہت زیادہ تھی۔

اس پر مسلمانوں کے دل میں یہ بات جڑ پکڑ گئی کہ فرنگی حکومت شرافت سے کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں اور صرف احتجاجی جلسے منعقد کرنا اور جلوس نکالنا جگ ہنسائی کا سبب بنے گا۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے ہرگز نہیں مانیں گے۔ اس لئے اس مسئلے کا کوئی نظریاتی حل نہیں بلکہ کوئی عملی حل سوچا جائے۔ انہوں نے نعرہ لگایا کہ جب تک ایک مسلمان بچہ بھی زندہ ہے اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی انگلی تک نہ اٹھا سکے گا۔

راج پال کو جہنم واصل کرنے کے لئے سب سے پہلے غازی عبدالعزیز خان کوہاٹ سے لاہور آیا اور لوگوں سے

دریافت کرتے کرتے اس بدذات ناشر کی دکان پر پہنچ گیا۔ اتفاق سے اس وقت راج پال دکان میں موجود نہیں تھا اس کی جگہ اس کا ایک دوست جتندر داس بیٹھا تھا۔ غازی موصوف نے اسے راج پال سمجھا اور میان سے تلوار نکال کر ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کردیا۔ اس کے بعد خود ہی چلا کر کہہ دیا کہ میں نے موذی کا خاتمہ کردیا ہے میرے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ غازی عبدالعزیز نے عدالت میں یہ بیان دیا۔

"میرا نام عبدالعزیز ہے۔ میں غزنی کا رہنے والا ہوں۔ میرے وطن کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے سلطان محمود غزنوی جیسا مجاہد' مبلغ اور بت شکن پیدا کیا تھا۔ جس نے اس برصغیر پر کم و بیش سترہ حملے کرکے کفرو الحاد کا خاتمہ کیا تھا اور اس بت کدہ کو اسلام کی دولت سے مالامال کیا۔ یہی وہ بت شکن ہے جس کے سامنے سومنات کے پجاریوں نے دولت کے انبار لگادیے تھے اور کہا تھا کہ مہاراج یہ ساری دولت لے لیں مگر ہمارے بتوں کو کوئی گزند نہ پہنچائیں۔ لیکن اسلام کے اس فدائی نے بلا جھجک کہا تھا کہ مسلمان بت شکن ہے' بت فروش نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے سومنات کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا تھا اور علامہ اقبالؒ نے اس کے استغناء اور ایمان کامل پر فخر کرتے ہوئے فرمایا۔

قوم اپنی جو زر و مال جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی

یہی وہ غازی تھا جس نے سنا تھا کہ ملتان میں ایک قرامطہ فرقہ ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا ہے لیکن دراصل کافر اور بت پرست ہے۔ ان کی ریاکاری کی انتہاء ہے کہ وہ فرقہ نماز تو باقاعدگی سے اور باجماعت پڑھتا ہے لیکن سامنے نعوذ باللہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک فرضی شبیہہ بنا کر رکھتا ہے۔ محمود غزنوی یہ اندوہناک رپورٹ ملتے ہی بگولے کی طرح یہاں پہنچا تھا اور اس نے قرامطی داؤد حاکم ملتان کا خاتمہ کرکے وہاں اسلام کا پرچم لہرایا تھا۔ مجھے خواب میں سلطان محمود غزنویؒ نے حکم دیا تھا کہ جاؤ اور اس ملعون کے پرخچے اڑا کر ثواب دارین حاصل کرو۔ مجھے افسوس ہے کہ اصل خبیث کو میں جہنم واصل نہ کرسکا۔"

غازی کا یہ پرمغز اور عالمانہ خطبہ سن کر ہر مسلمان عش عش کر اٹھا۔ فرنگی حکومت نے قانونی تقاضوں اور کچھ مصلحتوں کی بناء پر عبدالعزیز خان غزنوی کو شہادت کا اعزاز بخشنے کی بجائے صرف چودہ سال قید کی سزا دی۔

کوئی بھی مسلمان یہ برداشت نہیں کرسکتا تھا کہ اس کے ہوتے ہوئے راج پال جیسا گستاخ رسول اس طرح دندناتا اور اس کی غیرت ایمانی کو للکارتا پھرے۔ چنانچہ اس نابکار کا خاتمہ کرنے کے لئے لاہور کے ایک دودھ فروش خدا بخش نے اس پر ایک اور حملہ کیا لیکن راج پال بچ نکلا۔ اس جانباز کو قاتلانہ حملے کے الزام میں سات سال کی قید ہوئی۔

پے در پے حملوں کی وجہ سے راج پال نے خود کو ہر وقت خطرہ میں محسوس کیا۔ اس کا کاروبار بھی متاثر ہونے لگا۔ اس نے حکومت سے استدعا کی کہ اس کی جان کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پولیس کے دو ہندو سپاہی اور ایک سکھ حوالدار اس کی نگہداشت پر مامور کئے۔

راج پال نے پہرے کی زندگی کو حراست کی زندگی سمجھا۔ چنانچہ وہ لاہور سے دوسرے شہروں میں تفریح کے لئے چلا گیا اور دو چار ماہ کے بعد واپس آگیا۔ اس کا خیال تھا کہ اب معاملہ رفع دفع ہوچکا ہوگا اور اب مسلمانوں کے جذبات سرد ہوچکے ہوں گے۔ اس نے کتب فروشی کا کاروبار پھر شروع کردیا اور پولیس کی امداد طلب نہ کی۔

غازی علم الدین ۸ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۹۰۸ء بروز جمعرات محلہ چابک سواراں محلہ سرفروشاں لاہور میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا پیدائشی مکان اسی بازار کے مغربی کنارے پر ہے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم تکیہ سادھواں کی مسجد سے اور بازار نوہریاں اندرون اکبری دروازہ بابا کالو کے مکتب سے حاصل کی۔ ان کے والد کا نام میاں طالع مند تھا جو کسب معاش کی خاطر نجاری یعنی لکڑی کا کام کرتے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب سات پشتوں سے برخوردار (بھائی لنا سنگھ) سے جا ملتا ہے۔ حضرت برخوردار پہلے سکھ مت کے پیرو تھے۔ شہنشاہ جہانگیر کے زمانے میں انہوں نے مسلمان علماء کی صحبت میں رہ کر اسلام قبول کیا اور دینی تعلیم حاصل کرکے ساری عمر تبلیغ اسلام میں بسر کی۔

غازی صاحب کے والد میاں صاحب طالع مند ایک چابک دست فنکار تھے۔ غازی علم الدین یکم جنوری ۱۹۲۸ء کو اپنے والد صاحب کے ساتھ کوہاٹ چلے گئے اور وہیں بازار میں فرنیچر کا کاروبار کرنے لگے۔ مارچ ۱۹۲۹ء میں ان کے بڑے بھائی میاں محمد الدین کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ غازی صاحب نومولود بھتیجی کو دیکھنے کے لئے لاہور آئے۔ انہی دنوں ان کی منگنی ان کے ماموں کی بیٹی سے ہوئی۔

بہار کا موسم تھا ۶ اپریل ۱۹۲۹ء بروز ہفتہ وہ اپنے دوستوں کے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ یکایک ان کے کانوں میں آواز آئی۔

"ہے کوئی جانباز جو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی ناموس کی حفاظت کرے۔"

غازی صاحب نے فرط محبت سے لبریز ہوکر پکارا۔

"لبیک یا ام المومنینؓ لبیک۔"

غازی علم الدین نے ایک تیز چھرا ہاتھ میں لیا۔ تقریباً ایک بجے کے بعد دوپہر راج پال کی دکان اسپتال روڈ نزد مزار قطب الدین ایبک لاہور پہنچے۔ اتفاق سے وہ موذی اس وقت دکان میں لیٹا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے للکارا اور کہا۔

"اپنے جرم کی معافی مانگو۔ دل آزار کتاب کو فوراً تلف کرنے کا وعدہ کرو اور آئندہ ایسی کمینہ حرکتوں کے کرنے سے توبہ کرو۔ ورنہ مقابلے کے لئے تیار ہوجاؤ۔"

راج پال نے غازی علم الدین کے اس انتباہ کو محض گیدڑ بھبکی سمجھا اور یہ خیال کیا کہ یہ از خود واپس چلا جائے گا اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ اس پر غازی علم الدین نے بھرپور وار کیا کہ وہ بغیر آواز نکالے جہنم رسید ہوگیا۔

اس وقت دکان پر راج پال کے دو ملازم بھگت رام اور کیدار ناتھ بھی موجود تھے جو کتابوں کو ترتیب دے رہے تھے۔ انہوں نے غازی کا اعلان بھی سنا اور حملہ کرتے بھی دیکھا۔ مگر ان پر ایسی ہیبت طاری ہوگئی کہ وہ بت بن کر کھڑے رہے' لیکن اپنے آقا کو بچانے کے لئے ایک قدم بھی نہ بڑھ سکے۔"

غازی موصوف وہاں سے دریا رتن کے تال پر پہنچے۔ نکا چلا کر اپنے ہاتھوں کو راج پال کے ناپاک لہو سے صاف کیا۔ پانی پی رہے تھے کہ یکایک راج پال کے قتل کا شور برپا ہوگیا۔ شوروغل سن کر اطمینان سے کھڑے ہوگئے اور باآواز بلند اعلان کیا کہ اس نابکار راج پال کا قاتل میں ہی ہوں اور میں نے اس کا قتل فرط عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا ہے۔

اس قتل کی اطلاع کیدار ناتھ نے انار کلی پولیس میں درج کرائی۔ کیدار ناتھ اور بھگت رام کے بیانات عینی گواہان کی حیثیت سے لئے گئے۔ پرمانند اور نانک چند نے غازی علم الدین کو قتل کے اعلان کے وقت پکڑا تھا۔ انہوں نے بھی اپنے بیانات درج کرائے۔ آتما رام دکاندار انار کلی نے بھی یہ بیان دیا کہ میں چاقو وغیرہ بیچتا ہوں۔ علم الدین نے یہ چھرا مجھ سے خریدا تھا۔ میں خون آلود چھرے اور اپنے گاہک علم الدین کو پہچانتا ہوں۔

پولیس نے راج پال کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے بھجوایا۔ خون آلود بستر اور چٹائی کا پارسل بنا کر سربمہر کیا اور علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں بھیج دیا۔ چونکہ ملزم اقبالی تھا' اس لئے مقدمے کی تفتیش اور چالان میں نہ تو کوئی دقت پیش آئی اور نہ کوئی رکاوٹ۔

اس واقعہ کے بعد سارے شہر کے ہندوؤں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کرکے ہندو مسلم کشیدگی پر قابو پانے کی کوشش کی۔ راج پال کی ارتھی کا ایک جلوس نکالا گیا اور رام باغ نزد بادامی باغ نذر آتش کرکے راکھ دریائے راوی میں بہادی گئی۔ اس دور کے دفاتر میں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ انہوں نے مقدمے کا چالان ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر لوئیس کی عدالت میں پیش کردیا۔ سول سرجن نے عدالت میں پیش ہو کر بتایا کہ مقتول کی موت پیٹ میں چھرا گھونپنے سے ہوئی۔ زخم کی گہرائی ساڑھے چھ انچ اور چوڑائی پونے چار انچ تھی۔ اس وار سے مقتول کی آنتیں بھی کٹ گئیں۔ لوئیس نے غازی علم الدین پر فرد جرم عائد کرکے بیان لیا اور بغیر صفائی لئے

مقدمہ سیشن جج کے سپرد کر دیا۔

اگرچہ سیشن کورٹ میں ایسے مقدمات کی سماعت کے لئے کم از کم ایک سال کے بعد باری آتی ہے لیکن یہ مقدمہ ایک ہفتے بعد ہی سماعت کے لئے پیش کر دیا گیا۔

مسٹر نیپ سیشن جج تھا۔ مسٹر سلیم بار ایٹ لاء نے معقول اور مدلل دلائل پیش کئے لیکن عدالت نے غازی علم الدین پر دفعہ ۳۰۲ فرد جرم عائد کر کے ۲۲ مئی ۱۹۲۹ء کو پھانسی کی سزا کا حکم سنا دیا۔ اس وقت غازی علم الدین کی عمر ۲۱ سال تھی۔

عاشقان ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از۔ضیاء محمد ضیاء

ہے شاہد آج بھی تاریخ اس زندہ حقیقت پر
کہ آنچ آنے نہیں دیتے غلام آقاؐ کی عزت پر
ہوا ہرزہ سرا جب بھی کوئی شان رسالتؐ میں
گیا بچ کر نہ زندہ پھر وہ اپنی اس جسارت پر
دکھاتا ہے کوئی جانباز رہ اس کو جہنم کی
جھپٹتا ہے کوئی دیوانہ اس ابلیس فطرت پر
دیئے ہر دور میں عشاق نے جانوں کے نذرانے
کیا سب کچھ تصدق اپنا ناموس رسالتؐ پر
کبھی زنجیر سے الجھے کبھی شمشیر سے کھیلے
ہے ناز اسلام کو ان جاں نثاران نبوت پر
کٹا دیتے ہیں سر اپنے لٹا دیتے ہیں گھر اپنے
خدا رحمت کرے ان عاشقان پاک طینت پر
ہے شرط اول ایماں محبت سرورؐ دیں کی
تحفظ فرض ہے ناموس پیغمبرؐ کا امت پر
سلام ان پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

موساد اور قادیانی تنظیم "انصار اللہ" کے مشترکہ دستوں کی تشکیل

مقبوضہ کشمیر میں نئے "گینگ آپریشن" کا منصوبہ

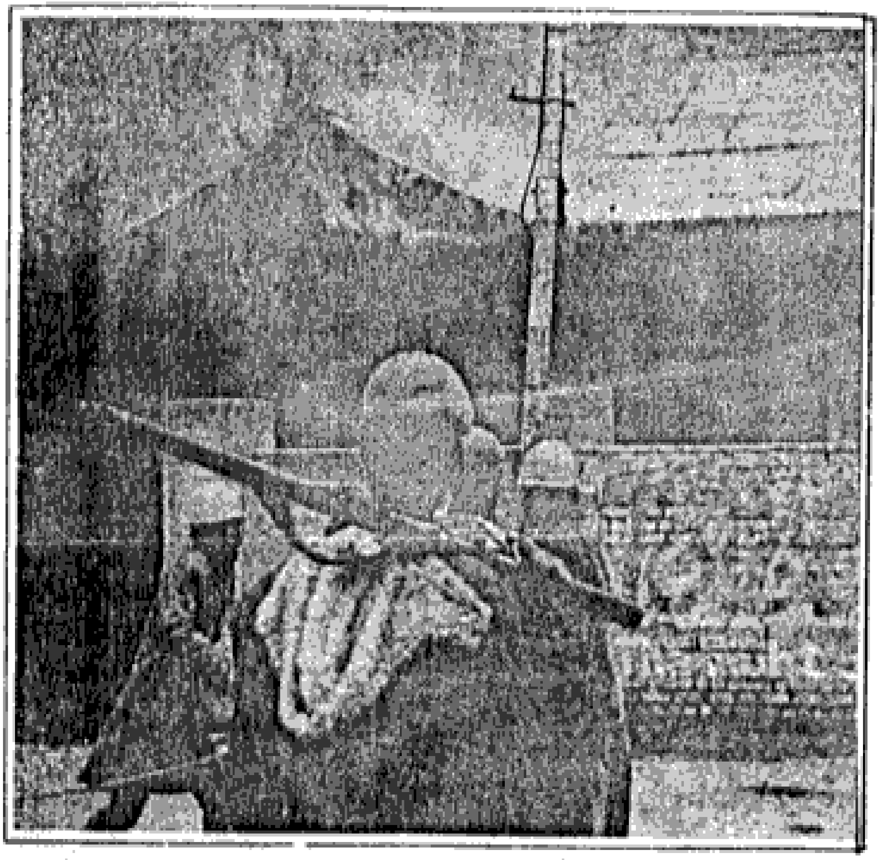

کشمیر میں بھارت کی مت ماری گئی ہے 'کوئی داؤ چلنے الٹا پڑتا ہے 'کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی' مسئلہ روز بروز سنگین ہوتا جا رہا ہے۔ عالمی رائے عامہ روز بروز بھارت کے خلاف ہموار ہو رہی ہے 'ساڑھے پانچ لاکھ فوج بے اندازہ مال و وسائل اور بین الاقوامی ذلت اٹھا کر بھی بھارت مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی تحریک کو کچلنے میں ناکام رہا ہے 'حقیقت یہ ہے کہ بھارت جتنا اس تحریک کو کچلنے کی کوشش کرتا ہے اتنا ہی اور زیادہ ابھرتا جاتی ہے حالیہ حضرت بل کا واقعہ بھی ایسی ہی ایک مثال ہے۔ حضرت بل کے واقعے نے نہ صرف مسئلہ کشمیر کو ایک بار پھر عالمی دنیا کے سامنے تازہ کر دیا بلکہ مسلسل کئی روز تک حضرت بل کا بھارتی محاصرہ دنیا کے کونے کونے میں چھپنے والے اخبارات و رسائل تک اپنی توجہ مبذول کرا گیا۔ حضرت بل کے واقعے کے بعد بھارت نے جھنجھلا کر کشمیریوں پر ظلم و تشدد کی انتہا کر دی ہے۔ گزشتہ دنوں مجاہدین کے خلاف آپریشن کے نام پر سوپور کا محاصرہ کیا گیا گھر گھر تلاشی لی گئی لوٹ مار مچائی گئی گھروں کو نذر آتش کیا گیا اور بے شمار نوجوانوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا' سینکڑوں نوجوانوں کو گرفتار کر لیا گیا جن پر بھارت کے عقوبت خانوں میں تشدد کا سلسلہ جاری ہے "کارگل میں ایسے ہی ۳۶ گرفتار شدہ کشمیریوں کو اذیت دے دے کر شہید کیا گیا اور بعد ازاں خوف و ہراس پھیلانے کے لئے ان کی لاشیں کھلے مقامات پر پھینک دیں' سوپور کے آپریشن کے بعد جس میں بھارتی فوج کی پانچ بٹالین نے حصہ لیا' مجاہدین کی کارروائیوں

- **پاکستان کو مذاکرات میں الجھا کر پوری قوت کے ساتھ کشمیریوں کو کچلنے کی تیاری**
- **موساد کے تربیت یافتہ اٹھارہ سو کمانڈوز دہلی پہنچ گئے**
- **ممتاز کشمیری رہنماؤں کے قتل کے لئے قادیانی تنظیم انصار اللہ کو بیس کروڑ کی ادائیگی**

میں مزید اضافہ کر دیا' مجاہدین کی کارروائیوں کے نتیجے میں درجنوں فوجی گزشتہ چند روز میں ہلاک کئے جا چکے ہیں۔ سوپور کا آپریشن اس اعتبار سے ناکام رہا کہ بھارتی فوج مجاہدین کو کوئی بڑا نقصان پہنچانے میں ناکام رہی اور مجاہدین محاصرہ کرنے والی فوج پر بھی حملے کر رہے ہیں' سوپور کے بعد بھارتی فوج نے شالیمار اور دیگر علاقوں میں محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی تشدد اور شہری آبادی کو ہلاک کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے 'لیکن حقیقت یہ ہے کہ بھارت اپنی تمام تر کوشش کے باوجود مقبوضہ کشمیر میں لگی ہوئی آزادی کی آگ کو بجھانے میں ناکام رہا ہے۔

دوسری جانب بھارت نے دنیا کی توجہ مقبوضہ کشمیر کی صورتحال سے ہٹانے کے لئے پاکستانی حکومت کے ساتھ بے مقصد مذاکرات کا ڈھونگ رچایا ہے 'مذاکرات کے نام پر طرح طرح کی لن ترانیاں 'بیانات' اور بیانات کی تردید شروع کر دی گئی ہے 'حقیقت یہ ہے کہ بھارت مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے ساتھ مخلص نہیں ہے 'اگر بھارت واقعتاً مذاکرات میں مخلص ہوتا اور مذاکرات کے ذریعے یہ مسئلہ حل ہونے کا کوئی امکان ہوتا تو آج اس مسئلے کو حل ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا ہوتا۔ بھارت جانتا ہے کہ اگر اس معاملے میں دیگر ملکوں کو شامل کیا گیا تو پھر اسے حل کرنا ناگزیر ہو جائے گا 'یہی وجہ ہے کہ وہ کسی تیسرے ملک کو مذاکرات میں شامل کرنے پر تیار نہیں ہے۔

موجودہ صورتحال یہ ہے کہ ایک جانب بھارت پاکستان کے ساتھ مذاکرات کا ڈھونگ رچا رہا ہے اور دوسری جانب اس نے مقبوضہ کشمیر میں ظلم و ستم کی انتہا کر دی ہے تشدد کی کارروائیوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے اور کوئی دن نہیں جاتا جب درجنوں کشمیری شہری اور مجاہدین بھارتی فوجیوں کی گولیوں کا نشانہ نہ بنتے ہوں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ مذاکرات سے قبل اگر بھارت مذاکرات میں مخلص ہے تو کشمیر میں حالات معمول پر لے آئے جائیں لیکن صورتحال یہ ہے کہ بھارت نے پاکستان کو مذاکرات میں الجھا کر پوری دنیا کی توجہ مذاکرات کی جانب مبذول کرا دی ہے اور اس طرح پوری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر دوسری جانب وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ کشمیریوں کی طاقت کو کچلنے میں مصروف ہے۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق بھارت نے جنوری کے

آخری ہفتے میں پوری مقبوضہ وادی میں ایک بہت بڑے آپریشن کا منصوبہ بنایا ہے جو پوری آبادی پر محیط ہوگا۔ اسے کیگ آپریشن کا نام دیا گیا ہے۔ ۲۰ جنوری تا ۲۰ جنوری ۱۹۹۳ء کو سری نگر سے بھارتی فوج اس آپریشن کا آغاز کرے گی جس میں بھارتی فوج کے ساتھ ساتھ موساد کے تربیت یافتہ اٹھارہ سو کمانڈوز بھی حصہ لیں گے جو اسرائیل سے ۱۹ نومبر کو دہلی کے علاقے بوکل پہنچ چکے ہیں جو "را" کا اہم مقام ہے اطلاع کے مطابق ان کمانڈوز کو بوکل سے چشمہ شاہی پہنچا دیا جائے گا۔ اطلاع کے مطابق ۱۸۰۰ موساد کمانڈوز کی آمد کے بعد بھارت میں موساد کے تربیت یافتہ افراد کی تعداد چھ ہزار ہو گئی ہے جو کشمیر کے مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔

مذکورہ کیگ آپریشن کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس آپریشن میں پوری وادی میں مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملے کرنا، مجاہدین کو گرفتار کرنے اور انہیں ٹھکانے لگانے کے ٹارگٹ دیئے جائیں گے۔ بھارت چاہتا ہے کہ مسئلہ کشمیر کے کسی حل تک پہنچنے سے قبل ایسے عناصر کا صفایا کر دیا جائے جو بھارت کی مرضی کے مطابق حل میں رکاوٹ بن سکتے ہوں یہی وجہ ہے کہ بھارت نے نہ صرف مجاہدین کو کچلنے کا کام تیز کر دیا ہے بلکہ پوری دنیا میں اور خصوصاً پاکستان میں کشمیر کی آزادی کے ضمن میں فعال قیادت کو ٹھکانے لگانے کا بھی منصوبہ بنایا ہے۔ اس سلسلے میں را اور موساد کے ماہرین نے مختلف افراد کی ذمہ داریاں بعض یورپی ممالک میں اور پاکستان میں لگائی ہیں۔ اطلاع کے مطابق پاکستان میں بعض افراد کے قتل کی ذمہ داری جماعت احمدیہ (قادیانی گروپ) کو سونپی گئی ہے۔ علاوہ ازیں بھارت نے قادیانیوں سے اعلیٰ سطح پر مذاکرات کے بعد مسئلہ کشمیر کے حل میں تعاون کی درخواست کی ہے۔ اطلاع کے مطابق بعض کشمیری رہنماؤں کے قتل اور حزب المجاہدین کے اڈوں کی نشاندہی، ان کے رہنماؤں اور مجاہدین کی گرفتاری اور ان کے مکمل خاتمے کے لئے تعاون کی خاطر قادیانیوں کے انصار اللہ ونگ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں بھارتی خفیہ ایجنسی را نے اس ضمن میں بیس کروڑ روپے پہلی قسط کی ادائیگی کے طور پر لندن بھجوائے ہیں جو ایک قادیانی کشمیری رانا رحیم اللہ لاہوری نے وصول کئے ہیں جو انصار اللہ ونگ کا اہم سالار شمار ہوتا ہے کشمیر کے معاملے پر موساد کے بعض اعلیٰ حکام نئی دہلی اکبر روڈ کے بنگلے نمبر ۱۰ اور ۲ بخش روڈ پر ادارہ (ایم ایل اے) راجیش کھنہ کے ہاں مقیم بتائے گئے ہیں۔

بشکریہ تکبیر

* *

آٹھویں ترمیم سے اسلامی دفعات اور امتناع قادیانیت آرڈیننس ختم کرنے سے متعلق اعلان پر حضرت امیر مرکزیہ کا پرزور احتجاج

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا خان محمد کندیاں شریف نے کہا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس، توہین رسالت کی سزا "سزائے موت" سمیت دیگر اسلامی دفعات کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو حکومت کو زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ یہاں مختلف علاقوں سے آئے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کے وفود سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کو کہا کہ وہ پورے ملک میں پھیل جائیں اور تمام مکاتب فکر کے علماء و مشائخ سے ملاقاتیں کرکے انہیں تازہ صورتحال سے آگاہ کریں۔ انہوں نے وفاقی وزیر ڈاکٹر شیر افگن، اٹارنی جنرل پاکستان فخرالدین جی ابراہیم کے بیانات جن میں امتناع قادیانیت آرڈیننس سمیت اسلامی دفعات ختم کرنے کا اعلان کیا گیا ہے، پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کو مشورہ دیا کہ اسلامائزیشن سے متعلق دفعات کو چھیڑ کر ملک کے امن و امان سے نہ کھیلے۔ قائد تحریک ختم نبوت کل عمرہ سے واپس تشریف لائے جہاں انہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں اور ان کے معتقدین و متوسلین نے خوش آمدید کہا۔ ●

علی اکبر شاہ گوٹھ میں عالمی تحفظ ختم نبوت کا قیام

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کورنگی کے صدر بھائی یوسف و سرپرست قاری محمد حنیف نے علی اکبر شاہ گوٹھ کا دورہ کیا۔ مولانا شفیع الرحمٰن، حافظ عبداللہ، قاری محمد یوسف رحمانی سالار ختم نبوت بھی اس موقع پر ان کے ہمراہ تھے۔ قبل ازیں عالمی ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی، رانا محمد انور نے بھی تحفظ ختم نبوت کے قیام کے سلسلے میں علی اکبر شاہ گوٹھ کا دورہ کیا تھا۔ صدر بھائی یوسف کی صدارت میں اجلاس ہوا جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ سرپرست مولانا محمد صابر اشرفی، نائب سرپرست بھائی شفیق، صدر قاری عبدالحکیم، نائب صدر اول مولانا حافظ احمد، نائب صدر دوم بھائی محمد ایوب، جنرل سیکریٹری مولانا محمد رفیق، جوائنٹ سیکریٹری مولانا نعمت اللہ خان، مولانا عطا اللہ سالار، مولانا سعید حسین مبارک، سیکریٹری نشر و اشاعت مولانا احسان اللہ و نائب حاجی جلال احمد۔ منتخب ہونے والے عہدیداران نے یہ عہد کیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ کراچی ڈویژن ختم نبوت کے امیر مولانا سعید احمد نے منتخب عہدیداران کو مبارکباد دی ●

"سیاست کے فرعون"

مرزا قادیانی کے خاندان پر انگریزی عنایتیں اور نوازشیں

حال ہی میں جناب وکیل انجم صاحب کی کتاب "سیاست کے فرعون" منظر عام پر آئی ہے' جس میں پنجاب کے جاگیرداروں اور وڈیروں کے عروج و زوال کی کہانی ہے۔ یہ کتاب فیروز سنز نے شائع کی ہے۔ انہی پنجاب کے جاگیرداروں اور وڈیروں میں قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کے حالات بھی درج ہیں۔ انہوں نے انگریز حکومت کی کیا کیا خدمات انجام دیں اور انگریز حکومت نے ان کا صلہ کیا دیا' اس کتاب میں اس کا تذکرہ مختصر طور پر درج کیا گیا ہے۔ جو لوگ انگریزوں کے ٹوڈی مرزا قادیانی کے پیروکار ہیں' انہیں چاہئے کہ وہ کتاب کے اس حصے کو غور و فکر کے ساتھ پڑھیں۔ اگر وہ کتاب کے اس حصے کو غور سے پڑھیں گے تو ہمیں امید ہے کہ ان کے لئے ہدایت کے راستے کھل جائیں گے۔ ہم کتاب کے اس حصے کو بغیر کسی ترمیم و اضافہ کے شائع کر رہے ہیں۔ اس میں مرزا قادیانی کے ایک لڑکے کا نام "مرزا بشیر الدین احمد" لکھا گیا ہے یہ غلط ہے' اس کا اصل نام "مرزا محمود احمد" ہے' اور بھی کچھ باتیں اصلاح طلب ہیں لیکن اس میں کمی بیشی مصنف کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ اصل کتاب فیروز سنز سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ (محمد حنیف ندیم)

انگریز بہادر نے برصغیر پر اپنی حکمرانی کی طنابیں مضبوطی سے قائم رکھنے کے لئے ہندوستان کی قوموں میں "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی اختیار کی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مسلمانوں میں نئے نئے فتنے کھڑے کئے۔ ان فتنوں میں مرزائیت کا خود ساختہ مذہب بھی انگریزوں کی گھٹیا ترین پروڈکشن تھی' جس کا مقصد مسلمانوں کی قوت کو منتشر اور پارہ پارہ کرنا تھا۔ احمدی خاندان کی بنیاد کچھ اس طرح پڑی تھی کہ ۱۵۳۰ء میں بابر کے عہد میں ہادی بیگ سمرقند سے نقل مکانی کر کے گورداسپور میں رہائش پذیر ہو گیا تھا۔ ہادی بیگ باعلم آدمی تھے۔ وہ اپنی قابلیت کے بل بوتے پر قاضی اور مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز ہو گئے اور قادیان کے علاقے میں اس کا سکہ چلنے لگا۔ اس کے بعد ہادی بیگ کا خاندان نسل در نسل علاقہ میں عزت و تکریم کے حوالے سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کے بعد یہ خاندان باہمی جھگڑوں میں بھی ملوث رہا جس کا واحد سبب جائیداد کی تقسیم تھا۔ اس کے بعد سکھوں نے ان سے جائیداد چھین لی تو یہ ان کے کاسہ لیس بن گئے۔ اس طرح نونہال سنگھ کے اور شیر سنگھ کے عہد میں غلام مرتضیٰ نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور انہوں نے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور خاص طور پر صوبہ سرحد کے غیور پٹھانوں نے سکھوں کو ٹکنے نہ دیا تو حریت پسند پٹھانوں کے خون میں ہاتھ رنگے۔ غلام محی الدین نے بھی بھائی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سکھوں کے شانہ بشانہ مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ جب بھائی مہاراج سنگھ نے دیوان ساون مل کی مدد کے لئے مارچ کیا تو غلام محی الدین دوسرے جاگیرداروں کے ساتھ حریت پسندوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کے لئے ملتان پہنچ گیا۔

ان خدمات کے عوض سکھوں نے غلام محی الدین اور اس کے خاندان کو جاگیروں سے مالا مال کر دیا۔ غلام محی الدین کو ۷۰۰ گرانٹ اور اس کے بھائی غلام محی الدین کو قادیان میں وسیع جاگیر کے حقوق ملکیت دے دیئے گئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس خاندان کا ریکارڈ سکھوں کے تعاون سے زیادہ روشن اور بھاری تھا۔ غلام مرتضیٰ نے سینکڑوں آدمی اور اپنا بیٹا غلام قادر حریت پسندوں کی سرکوبی کے لئے نکلسن کے حوالے کر رکھا تھا' جنہوں نے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے اور انہیں گرفتار کر کے اذیت ناک سزائیں دیں۔ ان غداریوں کے صلہ میں جنرل نکلسن نے غلام قادر کو تعریفی سرٹیفکیٹ عنایت کئے۔ قادیان فیملی نے اپنے ضلع میں وفاداری کے حوالے سے کسی اور خاندان کو نمایاں نہ ہونے دیا۔ ان کی دی ہوئی اطلاعات گورداسپور کے ضلع میں حریت پسندوں کو کچلنے کے لئے بے حد معاون ثابت ہوئیں۔ غلام مرتضیٰ کی موت ۱۸۷۶ء میں واقع ہوئی۔ ان کی موت کے بعد غلام قادر خاندانی معاملات کے سربراہ بنے۔ انہوں نے مقامی انتظامیہ سے تعاون کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ وہ کچھ عرصہ گورداسپور ڈسٹرکٹ آفس میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر بھی کام کرتے رہے۔ ان کا بیٹا لڑکپن میں ہی فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ بنا لیا۔ سلطان احمد نے نائب تحصیلدار کے عہدے سے اپنے کیریئر کا آغاز کیا اور ترقی پاتے پاتے وہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے پر تعینات ہو گئے۔ انہیں قادیان کا نمبردار بھی بنا دیا گیا لیکن مرزا سلطان احمد کو انگریز بہادر نے خان بہادر کے خطاب کے علاوہ منٹگمری میں ۵ مربعے زمین دی۔ ان کی موت ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔ ان کی موت کے بعد خاندان کے معاملات ان کے بڑے بیٹے مرزا عزیز کے پاس چلے گئے۔ انہیں خاندانی خدمات کے صلہ میں اسسٹنٹ کمشنر بنا دیا گیا۔ خان بہادر سلطان احمد کے چھوٹے بیٹے مرزا رشید احمد کو سندھ میں انگریز کی طرف سے الاٹ کی ہوئی زمین کی ذمہ داریاں ادا کرنا پڑیں۔ انعام الدین جو کہ نظام الدین کے بھائی تھے' وہ رسالدار کی حیثیت سے فوج میں خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں اور خاص طور پر محاصرہ دہلی کے دوران وفاداری کے ثبوت میں درجنوں بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔

مرزا غلام احمد قادیانی جو انگریز فتنہ "احمدی تحریک" کے بانی تھے' ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ انگریز نے مرزائی مذہب کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس نے اعلیٰ انگریزی تعلیم حاصل کی اور ۱۸۹۱ء میں نہ صرف امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ دنیا بھر کے انسانوں کا مسیحا ہونے کا اعلان کیا جس کا مطلب (نعوذ باللہ) نبوت کا دعویٰ تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ماننے والوں کی ایک فوج تیار کی اور اس خود ساختہ مذہب کی تحریک انگریزوں کی بیساکھیوں اور مفادات کے سہارے چلتی رہی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے فارسی' عربی اور اردو میں کئی کتابیں لکھیں جن کا مقصد مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ٹھنڈا کرنا تھا جو انگریزوں کے خلاف برصغیر کے مسلمانوں میں ابل رہا تھا۔ جب مسلمانوں

نے مرزا غلام احمد قادیانی کے فریب کو سمجھ لیا اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اس کی جانی دشمن ہو گئی تو انگریزوں نے غلام احمد کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی' اس نے زندگی کی آخری سانس تک انگریزوں کی طرف داری کی۔ غلام احمد کے بعد احمدیہ تحریک کے سربراہ مولوی نور الدین کو نامزد کیا گیا۔ وہ بہت بڑے فزیشن تھے وہ کئی سالوں تک مہاراجہ کشمیر کی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے اور مرزا غلام احمد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انگریزوں کے ہر فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے رہے۔ مولوی نور الدین کے بعد مرزا بشیر الدین کی قیادت میں احمدی تحریک نے بہت زور پکڑا اور وہ تنظیمی حوالے سے ہندوستان کی ایک قوت بن گئی۔ انگریزوں کے خلاف سیاسی بدامنی کا مظاہرہ ہوا اور عوام نے عدم تعاون کی تحریک شروع کر رکھی تھی تو مرزا بشیر احمد نے انہیں بھرپور امداد دی اور ان کے منیجر انگریزوں کو ضروری معلومات فراہم کرتے رہے۔ ۱۹۴۷ء تک پنجاب میں آنے والے تین گورنروں اور تین وائسرائوں نے مرزائیوں کی وفاداری اور ان کے عملی تعاون کی تحریری تعریف کی جو کہ ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ ان کے دوسرے بھائی مرزا بشیر احمد' مرزا شریف احمد اور ان کے کزن مرزا گل محمد نے بھی ان کے ساتھ مکمل تعاون کیا۔ انہیں خدمات کے صلہ میں ۱۵۰۰ ایکڑ اونے پونے اور ۲۵۰۰ ایکڑ تعلق داری میں دے دیئے۔ علاوہ ازیں انہیں ضلع منٹگمری میں ۱۵ مربعے اور ۵ ہزار ایکڑ سندھ میں دیئے گئے۔ اس طرح یہ خاندان انگریزوں کی مسکراہٹوں کے سائے میں پلتا رہا اور مالی فائدے ان کی جھولی میں انگریز کی وساطت سے گرتے رہے۔ یہ سب انعامات مسلمان قوم کو گمراہ کرنے کے صلہ میں تحفہ تھے۔ مرزائی تحریک میں بھی بالآخر بغاوت اور پھوٹ پڑ گئی۔ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی نے بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی کے خلاف بغاوت کرکے "لاہوری پارٹی کی بنیاد رکھی۔"

جو مرزا غلام احمد کے احکام کی اطاعت تو کرتی تھی لیکن وہ انہیں نبی کی بجائے مجدد مانتی تھی۔ تاہم مسلمانوں کے عناد میں دونوں جماعتیں یکسر ہیں۔ اکابرین دیوبند مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد یعقوب نے بھی عالمی سطح پر مرزائیت کا مقابلہ کیا۔ ۱۹۳۱ء میں قادیانی جماعت نے مسلمانوں کی سیاسی قیادت حاصل کرنے کے لئے ایک نیا منصوبہ بنایا۔ ڈوگرہ مہاراجہ نے کشمیر کے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے تھے' ان کا کوئی موثر جواب مسلمانوں کی طرف سے نہیں دیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ۲۵ر جولائی ۱۹۳۱ء کو مرزا بشیر الدین محمود نے بعض مسلمان اکابرین کو جمع کرکے آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی جس کے سربراہ وہ خود تھے۔ اس میں علامہ اقبالؒ بھی شامل تھے۔ علامہ اقبالؒ اور ان کے احباب نے محسوس کر لیا کہ انگریزوں کے پٹھو مسلمانوں کی قیادت اور ترجمانی نہیں کر سکتے۔ ان کے نزدیک کشمیر کمیٹی کا مقصد قادیانیت کی تبلیغ سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس کمیٹی کا سربراہ کسی قادیانی کو نہیں ہونا چاہئے۔ اس طرح علامہ اقبالؒ نئے سربراہ بنے۔ قادیانیوں نے انگریزوں کے ایماء پر علامہ اقبالؒ کے خلاف بھی سازشوں کا جال پھیلا دیا اور انہیں دو سال کے اندر اندر مستعفی ہونے پر مجبور کیا۔ پنڈت نہرو قادیانیت سے بہت متاثر تھے اور انہوں نے قادیانیوں کی حمایت میں ماڈرن ریویو کلکتہ میں لکھنا شروع کیا تو علامہ اقبالؒ نے اس کا بھرپور جواب دیا۔ قیادت کے مسئلہ پر مرزا بشیر الدین احمد نے ۱۳ر جولائی ۱۹۳۱ء کو مجلس احرار کے ساتھ تصادم کیا۔ ۱۹۳۴ء کے بعد قادیانیوں کو احرار کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قادیان میں احرار کانفرنس منعقد کرکے اس جدوجہد کا آغاز کیا۔

قادیانیوں نے تقسیم بھارت کے خلاف ہر محاذ انگریزوں اور کانگریس کے موقف کی ترجمانی کی۔ ۱۹ر مئی ۱۹۴۷ء کے الفضل میں انہوں نے تقسیم ہندوستان کے سوال پر لکھا تھا کہ۔ "ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوتے ہیں تو وہ خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔" قیام پاکستان کے بعد مرزائیوں نے کلیدی عہدوں پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس غرض سے انہوں نے فوج اور بیوروکریسی میں پلاننگ کے تحت قبضہ کرنے کے لئے بے شمار افراد بھرتی کرائے۔ سر ظفر اللہ خان پاکستان کے وزیر خارجہ تھے۔ انہوں نے اپنی حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستانی سفارتخانوں میں مرزائی افسر بھرتی کرائے اور ان کی مدد سے اپنے اثر و رسوخ سے بیرونی ممالک میں قادیانی مشن قائم کرائے۔ حساس اور باشعور لوگ ان چیزوں کو محسوس کر رہے تھے اور عوام میں چھن چھن کر اس طرح کی خبریں پہنچتی رہیں۔ قائداعظم اور لیاقت علی خان کی وفات کے بعد خواجہ ناظم الدین کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سر ظفر اللہ خان نے اپنا پورا وزن قادیانیت کے پلڑے میں ڈالنا شروع کر دیا۔ ۱۷ر مئی ۱۹۵۲ء کو جہانگیر پارک کراچی میں قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ہوا جس میں انہوں نے وزیراعظم کا مشورہ قبول نہ کرتے ہوئے شرکت کی۔ اس طرح قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سرکاری اثر و رسوخ کے استعمال کا الزام عوام کو حقیقت نظر آنے لگا۔ احمدی خلیفہ کے بیٹے مرزا منظور احمد نے ساہیوال کے ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے قادیانی مشنریوں کی سرگرمیوں کی پشت پناہی کی۔ عوام میں دن بدن قادیانیت کی پراسرار سرگرمیوں کے بارے میں بدگمانیاں پیدا ہو رہی تھیں اور اس نئے مذہب کے ماننے والوں کو کافر قرار دینے کی تحریک جو ۱۹۵۳ء میں شروع ہوئی تھی پنجاب میں خوفناک صورت حال اختیار کر گئی تھی اور پنجاب میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا جس کو کنٹرول کرنے کے لئے پنجاب میں مارشل لاء نافذ کرنا پڑا۔ مولانا مودودی اور عبدالستار خان نیازی کو مرزائیوں کے خلاف تحریک چلانے کے جرم میں پھانسی کی سزا سنا دی گئی' جس نے عوام کے جذبات کو مشتعل کر دیا۔ مسلم لیگ کی حکومت اس تحریک کے دوران عوام کا اعتماد کھو چکی تھی۔ میاں ممتاز دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین دونوں ایک دوسرے کو نیچا دکھا کر مرزائیوں کے خلاف چلنے والی تحریک کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے۔ غلام محمد دونوں سے چھٹکارا چاہتے تھے۔ پنجاب کی بدامنی کی ذمہ داری دولتانہ پر ڈال کر استعفیٰ دھروا لیا گیا۔ پھر ۱۹۳۵ء کے اختیارات کے تحت خواجہ ناظم الدین کو برطرف کر دیا گیا۔ ایک بار پھر قادیانیت کو غیر مسلم قرار دینے کی تحریک ٹھنڈی پڑ گئی۔ محمد علی بوگرہ' چوہدری محمد علی سہروردی' آئی آئی چندریگر اور فیروز خان وزارت عظمیٰ کی گدی پر آتے جاتے رہے لیکن احمدی تحریک کا اثر و نفوذ برقرار رہا۔

ایوب خان نے کنونشن مسلم لیگ کی بنیاد رکھی تو احمدی تحریک کے اثر و نفوذ کی جھلک ایوبی دور میں بھی دیکھی جا سکتی تھی۔ ۱۹۷۰ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو برسراقتدار آئے تو ان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا سہرا جہاں ملک کے کروڑوں غریبوں کے سر تھا اس کے ساتھ ساتھ مرزائیوں نے بھی دامے درمے سخنے بھٹو کی مدد کی۔ ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ تفریحی ٹور پر تھے جب وہ ربوہ ریلوے اسٹیشن سے گزرے تو قادیانیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ بھٹو دور میں قادیانیوں کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور سول بیوروکریسی میں ان کے نمائندے اعلیٰ عہدوں پر پہنچ گئے تھے ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ احمد رضا قصوری کے علاوہ یہ فیصلہ قومی

باقی ص ۲۶ پر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے چچا انتقال فرماگئے

لاہور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے چچا حاجی محمد بخشؒ اپنے آبائی گاؤں بستی منجھو شجاع آباد میں مورخہ ۲۸ر نومبر کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نفس کش' بااخلاق' نیک سیرت انسان تھے۔ آج سے پانچ چھ سال قبل حج و عمرہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ چار لڑکے' دو لڑکیاں سوگوار چھوڑیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں حاجی بلند اختر نظامی' مولانا ظفر اللہ شفیق' مولانا ظفر اقبال' قاری زاہد اقبال' حاجی طارق سعید خاں' حاجی منظور احمد' قاری زبیر احمد نے ایک مشترکہ بیان میں مرحوم کی وفات پر قلبی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

فتنۂ قادیانیت اور سپریم کورٹ
سلسلہ وار

آخری قسط

❀ قادیانیت ایک بے بنیاد مذہب ہے

❀ کسی مذہب نے دوسرے مذہب کی اصطلاحات کو نہیں اپنایا

قادیانی اسلامی اصطلاحات' اسلامی شعائر استعمال نہیں کرسکتے

سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخ ساز فیصلہ

ترجمہ مجاہد لاہوری

(iii) اپنا فرض ادا کرنے اور اس عطا کردہ اختیار کو استعمال کرنے میں نہ صرف حقیقی تعمیل ہونی چاہئے بلکہ ضابطہ جاتی دیانتداری بھی ملحوظ خاطر رکھنی چاہئے۔

۸۰۔ معاملہ کے اسی پہلو کو سپریم کورٹ نے وفاق پاکستان بنام حکومت صوبہ سرحد (پی ایل ڈی ۱۹۹۰ ایس سی ۱۰۷۲) کی مقدمہ میں صفحہ ۱۰۷۵ پر اس طرح کھول کر بیان کیا ہے۔

"قرار دیا جاتا ہے اور ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر مطلوبہ قانون ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ تک وضع یا نافذ نہیں کیا جاتا تو مذکورہ بالا حکم ۱۲ ربیع الاول کو غیر موثر ہو جائے گا۔ خلاء کی اس حالت کے مقابلہ میں اس موضوع پر وضع کردہ قانون 'عام اسلامی قانون' قتل و جرح کے جرائم سے تعلق رکھنے والے اسلامی احکام جیسا کہ وہ قرآن و سنت میں درج ہیں کے بارے میں سمجھا جائے گا کہ وہ اس موضوع پر متعلقہ قانون ہیں' مجموعہ تعزیرات پاکستان اور مجموعہ ضابطہ فوجداری کا ضروری تبدیلیوں کے ساتھ صرف اس طرح اطلاق کیا جائے گا' جیسا کہ پہلے کیا گیا ہے۔"

۸۱۔ پس یہ بات واضح ہے کہ دستور نے اسلامی احکام کو جیسا کہ وہ قرآن و سنت میں ہیں' منضبط حقیقی اور موثر قانون کے طور پر اپنا لیا ہے' معاملہ کی اس صورت میں اسلامی احکام ہی جیسا کہ وہ قرآن و سنت میں درج ہیں' اب حقیقی قانون کا وجود رکھتے ہیں۔ آرٹیکل ۲۔اے نے اللہ تعالٰی کے اقتدار اعلٰی کو موثر اور واجب التعمیل بنا دیا ہے'۔ اسی آرٹیکل کی بدولت قرارداد مقاصد میں درج قانونی احکام اور قانون کے اصول موثر اور آئین کا مستقل حصہ بن گئے ہیں۔ اسلئے انسان کا بنایا ہوا ہر قانون احکام اسلام کے جیسا کہ وہ قرآن و سنت میں مذکور ہیں' مطابق ہونا چاہئے اور آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق بھی اسلامی نظریات و تعلیمات کے منافی نہیں ہونے چاہئیں۔

۸۲۔ یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ دستور کے آرٹیکل ۱۹ میں استعمال کردہ ترکیب "اسلام کی عظمت" سے آرٹیکل ۲۰ کی رو سے دیئے گئے بنیادی حقوق کے بارے میں فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ آرٹیکل ۱۹ جس میں تقریر اور اظہار خیال اور پریس کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے' انہیں معقول پابندیوں کے تابع بناتا ہے جو عظمت اسلام' تہذیب و شائستگی یا اخلاق کے مفاد میں از روئے قانون عائد کی گئی ہیں۔ وہاں جو پابندیاں لگائی گئی ہیں انہیں کسی دوسرے بنیادی حق پر لاگو نہیں کیا جاسکتا اسلئے کسی بنیادی حق میں شامل کوئی چیز جس سے احکام اسلام کی خلاف ورزی ہوتی ہو' لازما' اس کے منافی ہونی چاہئے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلامی احکام' جیسا کہ وہ قرآن و سنت میں منضبط ہیں' اقلیتوں کے حقوق کی بھی ایسے تسلی بخش طریقے سے ضمانت دیتے ہیں کہ کوئی نظام قانون اس کے برابر کوئی چیز پیش نہیں کرتا۔ مزید یہ کہ کوئی قانون ان میں زبردستی مداخلت نہیں کرسکتا۔

۸۳۔ یہ کہنا درست نہیں کہ آرڈیننس میں اذان کا ذکر نہیں' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔(ب) کی ذیلی دفعہ (۲) کلیتاً "اس کیلئے وقف کی گئی ہے" آرڈیننس کی روشنی میں احمدیوں کی طرف سے کلمہ کے استعمال کے متعلق دفعہ ۲۹۸ (ج) سے رجوع کیا جاسکتا ہے' کلمہ ایک اقرار نامہ ہے جسے پڑھ کر غیر مسلم اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے' یہ عربی زبان میں ہے اور مسلمانوں کیلئے خاص ہے' جو اسے نہ صرف اپنے عقیدہ کے اظہار کیلئے پڑھتے ہیں بلکہ روحانی ترقی کیلئے بھی اکثر اس کا ورد کرتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کے معنی ہیں۔ "خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں۔" اس کے برعکس قادیانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد (نعوذ باللہ) حضرت محمدؐ کا بروز ہے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" (اشاعت سوم' ربوہ صفحہ ۴) میں لکھا ہے:۔

"سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۹ کے نزول میں محمدؐ کو اللہ کا رسول کہا گیا ہے...... اللہ نے اس کا نام محمد رکھا۔

روزنامہ "بدر" (قادیان) کی اشاعت ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء میں قاضی ظہور الدین اکمل سابق ایڈیٹر "Review of Religions" کی ایک نظم شائع ہوئی تھی جس کے ایک بند کا مفہوم اس طرح ہے۔ "محمد پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ ہم میں دوبارہ آگئے ہیں' جو کوئی محمدؐ کو ان کی مکمل شان کے ساتھ دیکھنے کا متمنی ہو "اسے چاہئے کہ وہ قادیان جائے۔" یہ نظم مرزا صاحب کو سنائی گئی تو اس نے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔ علاوہ ازیں "اربعین" (جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۷) میں اس نے دعویٰ کیا ہے۔

"اب سورج کی کرنوں کو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ ہمیں سکون بخش روشنی کی ضرورت ہے جو احمد کی شکل میں میں خود ہوں۔" خطبہ الہامیہ (صفحہ ۱۷۱) میں اس نے اعلان کیا۔ "جو کوئی میرے اور محمدؐ کے مابین تفریق کرتا ہے' اس نے نہ تو مجھے دیکھا ہے نہ جانا ہے۔" مرزا غلام احمد

نے مزید دعویٰ کیا ہے۔ "میں اسم محمد کی تجلیل ہوں یعنی میں محمد کا ظل ہوں۔" (دیکھئے حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ ۷۲)

"سورۃ الجمعہ (۶۲) کی آیت نمبر ۳ کے پیش نظر جس میں کہا گیا ہے۔ (وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے 'ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے) میں ہی آخری نبی اور اس کا بروز ہوں اور خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے محمد کی تجسیم بنایا۔" (دیکھئے ایک غلطی کا ازالہ شائع شدہ از ربوہ صفحہ ۸-۱۰)

"میں وہ آئینہ ہوں جس میں سے محمد کی ذات اور نبوت کا عکس جھلکتا ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۸۴ شائع شدہ قادیان اشاعت ۱۹۰۹ء)

۸۴۔ اوپر جو کچھ کہا گیا اس کی روشنی میں مسلمانوں میں اس بات پر عمومی اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ جب کوئی احمدی کلمہ پڑھتا ہے یا اس کا اظہار کرتا ہے تو وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد ایسا نبی ہے جس کی اطاعت واجب ہے اور جو ایسا نہیں کرتا' وہ بے دین ہے' بصورت دیگر وہ خود کو مسلمان کے طور پر پیش کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ آخری بات یہ ہے کہ یا تو وہ مسلمانوں کی تضحیک کرتے ہیں یا اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کی تعلیمات صورتحال کی راہنمائی نہیں کرتیں۔ اسلئے جیسی بھی صورتحال ہو' ارتکاب جرم کو ایک نہ ایک طریقے سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

۸۵۔ مرزا غلام احمد نے نہ صرف یہ کہ اپنی تحریروں میں رسول اکرمؐ کی عظمت و شان کو گھٹانے کی کوشش کی بلکہ بعض مواقع پر ان کا مذاق بھی اڑایا۔ حاشیہ تحفہ گولڑویہ (صفحہ ۱۶۵) میں مرزا صاحب نے لکھا کہ:۔

"پیغمبر اسلام اشاعت دین کو مکمل نہیں کر سکے میں نے اس کی تکمیل کی۔" ایک اور کتاب میں کہتا ہے۔ "رسول اکرمؐ بعض نازل شدہ پیغامات کو نہیں سمجھ سکے اور ان سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔" (دیکھئے ازالۃ الاوہام لاہوری پریس)

اس نے مزید دعویٰ کیا۔ "رسول اکرمؐ تین ہزار معجزے رکھتے تھے 'جبکہ میرے پاس دس لاکھ نشانیاں ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۷ شائع شدہ ربوہ)

مزید یہ کہ:۔ "رسول اکرم نصاریٰ کا تیار کردہ پنیر کھاتے تھے جس میں وہ سور کی چربی ملاتے تھے۔" (دیکھئے براہین احمدیہ۔ صفحہ ۵۶)

مرزا بشیر احمد اپنی تصنیف "کلمۃ الفصل" (صفحہ ۱۱۳) میں لکھا۔ "جب مرزا صاحب کو نبوت سے سرفراز کیا گیا تو وہ نبوت محمدیہ کے جملہ روحانی کمالات حاصل کر چکے تھے اور ظلی نبی کہلانے کے اہل بن چکے تھے اور اس پیرائن میں اتنے آگے چلے گئے کہ محمد (صلعم) کے شانہ بشانہ جا کھڑے ہوئے۔" اس طرح کی اور بہت سی تحریریں موجود ہیں لیکن ہم اس ریکارڈ کو مزید گرانبار نہیں کرنا چاہتے۔

۸۶۔ ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ وہ ہر نبی کو مانتا اور اس کا احترام کرتا ہے اسلئے اگر نبی کی شان کے خلاف کچھ کہا جائے تو اس سے مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی جس سے وہ قانون شکنی پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار جذبات پر ہونے والے حملے کی سنگینی پر ہے۔ ہائیکورٹ کے فاضل جج نے مرزائیوں کی کتابوں سے بہت سے حوالے نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا غلام احمد نے دوسرے انبیائے کرام خصوصاً "حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی بھی بڑی توہین کی اور ان کی شان گھٹائی 'حضرت عیسیٰ کی جگہ وہ خود لینا چاہتا تھا۔ ہم اس سارے مواد کو نقل کرنا ضروری نہیں سمجھتے 'صرف دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد ایک جگہ رقمطراز ہے۔

"جو معجزات دوسرے نبیوں کو انفرادی طور پر دیئے گئے تھے 'وہ سب رسول اکرمؐ کو عطا کئے گئے 'پھر وہ سارے معجزے مجھے بخشے گئے کیونکہ میں ان کا بروز ہوں یہی وجہ ہے کہ میرے نام آدم' ابراہیم' موسیٰ' نوح' داؤد' یوسف' یونس' سلیمان اور عیسیٰ مسیح ہیں۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۷۰ شائع شدہ ربوہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے۔

"عیسیٰ مسیح کے آباؤ اجداد متقی اور معصوم تھے؟ ان کی تین دادیاں اور نانیاں طوائف اور رنڈیاں تھیں اور وہی خون تھا جو عیسیٰ کی صورت میں ظاہر ہوا۔" (ضمیمہ انجام آتھم 'حاشیہ ۷)

۸۷۔ اس کے برعکس اللہ کی اِک کتاب (قرآن حکیم) حضرت عیسیٰ 'ان کی والدہ اور خاندان کی بڑائی بیان کرتی ہے۔ دیکھئے سورۃ آل عمران (۳) کی آیات ۳۳ تا ۳۷ '۴۵ تا ۴۷ ' سورۃ مریم (۱۹) کی آیات ۱۶ تا ۳۲ کیا کوئی مسلمان قرآن کے خلاف کچھ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے اور جو ایسی حماقت کرے کیا وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ ایسی صورت میں مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار کیسے مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا غلام احمد پر اسی کی مذکورہ بالا تحریروں کی بنا پر توہین مذہب ایکٹ مجریہ ۱۸۶۰ء کے تحت عیسائیت کی توہین کے جرم میں کسی انگریزی عدالت میں ملزم قرار دے کر سزا دی جا سکتی تھی مگر ایسا نہیں کیا گیا۔

۸۸۔ جہاں تک رسول اکرمؐ کی ذات گرامی کا تعلق ہے' مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے:۔

"ہر مسلمان کیلئے جس کا ایمان پختہ ہو لازم ہے کہ وہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں' خاندان' والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔" (صحیح بخاری کتاب الایمان' باب حب الرسول من الایمان) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے اگر وہ اپنا توہین آمیز مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے 'پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

۸۹۔ ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہئے اور اس رد عمل کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لئے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً "شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور رشدی تخلیق کرنے کے مترادف ہو گا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان' مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ مزید برآں اگر گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں 'حقیقتاً" ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا (تفصیلات کے لئے منیر رپورٹ دیکھی جا سکتی ہے) رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی یا قادیانی سرعام کسی بلے کا رڈ' بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے' یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے' جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں احتیاطی تدابیر ہونے کارلانا لازمی ہے تاکہ امن و امان برقرار رکھا جا سکے اور جان و مال خصوصاً" احمدیوں کے نقصان سے بچا جا سکے۔ اس صورتحال میں مقامی انتظامیہ نے جو فیصلے کئے' یہ عدالت انہیں کالعدم نہیں کر سکتی۔ وہ اس معاملے میں بہترین جج ہیں تاوقتیکہ قانون یا حقیقت کے ذریعے اس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے۔

۹۰۔ جس کارروائی کے نتیجہ میں زیر بحث اپیلوں کی سماعت کی نوبت آئی۔ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری جاری کردہ حکم ہے۔ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے احمدیہ جماعت کو جو ربوہ کی آبادی میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے عہدیداروں کے توسط سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم سے مطلع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ آرائشی دروازے' جھنڈے' لائٹنگ کا سامان ہٹالیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ آئندہ دیواروں پر اشتہار نہیں لکھے جائیں گے' اپیل کنندگان یہ بات ثابت نہیں کر سکے کہ مذکورہ بالا معمولات اور کام ان کے مذہب کے لازمی تکمیلی ارکان ہیں۔ حتیٰ کہ صد سالہ تقریبات کے گلیوں اور سڑکوں پر انعقاد کے بارے میں بھی ثابت نہیں کیا جا سکا کہ وہ ان کے مذہب کا لازمی اور ناگزیر جزو تھیں۔

۹۱۔ اس سوال پر کہ آیا ایسا تقاضا مذہبی آزادی کا حصہ ہے یا نہیں جبکہ وہ عام لوگوں کی سلامتی' قانون اور امن عامہ کے تابع ہو' آسٹریلیا اور امریکہ جیسے ملکوں میں جہاں بنیادی حقوق کو سب سے مقدم سمجھا جاتا ہے' صادر کئے گئے فیصلوں کی روشنی میں پہلے ہی تفصیلی بحث ہو چکی ہے' ہم نے بھارت میں ہونے والے فیصلوں کا حوالہ بھی دیا ہے' انہیں بھی ایسے معمولات کو جو نہ تو مذہب کا لازمی جزو ہیں نہ تکمیلی حصہ' لوگوں کی سلامتی اور امن و امان پر سبقت نہیں دی جاتی' بلکہ مذہب سے متعلق اساسی و بنیادی معمولات کو لوگوں کی سلامتی اور امن و آشتی کی قربان گاہ پر قربان کر دیا گیا۔

۹۲۔ اپیل کنندگان کی طرف سے کہا گیا ہے کہ وہ احمدیہ تحریک کی صد سالہ سالگرہ کی تقریبات

ہیں دوسری باتوں کے علاوہ شکرانہ کی خصوصی نمازیں ادا کرکے' بچوں میں مٹھائیاں بانٹ کر اور غرباء و مساکین میں کھانا تقسیم کرکے پرامن اور بے ضرر طریقے سے منانا چاہتے تھے' ہمارے سامنے ایسی سرگرمیوں کو بجی طور پر انجام دینے سے روکنے والا کوئی حکم پیش نہیں کیا گیا۔ احمدی دوسری اقلیتوں کی طرح اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہیں اور ان کے اس حق کو قانون یا انتظامی احکام کے ذریعے کوئی نہیں چھین سکتا۔ بہرحال ان پر لازم ہے کہ وہ آئین و قانون کا احترام کریں اور انہیں اسلام سمیت کسی دوسرے مذہب کی مقدس ہستیوں کی بے حرمتی یا توہین نہیں کرنی چاہئے' نہ ہی ان کے مخصوص خطابات' القابات و اصطلاحات استعمال کرنے چاہئیں نیز مخصوص نام مثلاً "مسجد اور مذہبی عمل مثلاً اذان وغیرہ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہئے تاکہ مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور لوگوں کو عقیدہ کے بارے میں گمراہ نہ کیا جائے یا دھوکہ نہ دیا جائے۔

۴۳- ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات' مقامات اور معمولات کیلئے نئے خطاب' القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخرکار ہندوؤں' عیسائیوں' سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کیلئے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار' امن و امان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کئے بغیر پرامن طور پر مناتے ہیں۔ انتظامیہ جو امن و امان قائم رکھنے اور شہریوں کے جان و مال نیز عزت و آبرو کا تحفظ کرنے کی ذمہ دار ہے' بہرحال مذکورہ بالا اقدار میں سے کسی کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں مداخلت کرے گی۔

۴۴- یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ فاضل سنگل بنچ نے ایک تفصیلی اور بڑا معقول حکم جاری کیا ہے اور بڑی دانائی اور دیانتداری کے ساتھ متعدد غیر ملکی فیصلوں سے مثالیں دی ہیں جس سے اس انتہائی حساس غیر مسلم اقلیت (احمدیہ جماعت) میں اعتماد پیدا ہوگا۔ اسلئے ہم ریکارڈ کو مزید ونی کئے بغیر ان کے استدلال کو بھی قبول کرتے ہیں' ہمیں آرڈیننس کے بارے میں قرار دیا جاتا ہے کہ وہ آئین سے ماوراء نہیں ہے جس کے نتیجہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ نہ تو مقدمہ کے حقائق میں دستور کے آرٹیکل ۲۰ کا سہارا لیا گیا ہے نہ ہی اس اپیل کا کوئی میرٹ بنتا ہے' پس یہ اپیل خارج کی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا بحث کے نتیجہ میں اس سے متعلقہ اپیلیں بھی نامنظور کی جاتی ہیں۔

دستخط

جسٹس عبدالقدیر

جسٹس محمد افضل لون

جسٹس ولی محمد خاں

۳۔ جسٹس سلیم اختر

۱۔ اپیل کنندگان نے دستور کے آرٹیکل ۱۹' ۲۰ اور ۲۵ کے تحت اپنے حق کے تحفظ کا دعویٰ

اس بنیاد پر کیا ہے کہ از روئے دستور وہ ایک اقلیت ہیں۔ وہ دستور کے معنوں میں خود کو ایک اقلیت اور مسلمانوں سے الگ برادری تسلیم کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کے ساتھ قانون کے تحت ان دوسری اقلیتوں کے مساوی سلوک ہونا چاہئے جنہیں تقریر اور اظہار خیال کی آزادی حاصل ہے اور انہیں ان کے مذہب پر عمل' اس کی پیروی اور تبلیغ و اشاعت کرنے کی اجازت ہونی چاہئے' ان کا پہلا دعویٰ آرٹیکل ۱۹ اور ۲۵ کے دائرہ میں آتا ہے جبکہ دوسرے دعویٰ کی بنیاد آرٹیکل ۲۰ پر ہے۔

۲۔ قانون ایک ہی طبقے کے افراد میں معقول درجہ بندی اور امتیاز کی اجازت دیتا ہے' تاہم اس کی معقول تمیز اور اس کا مخصوص بنیادوں پر استوار ہونا ضروری ہے' اس سلسلے میں حکومت بلوچستان بنام عزیز اللہ میمن (پی ایل ڈی ۱۹۹۳ ایس سی ۳۴۱) کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ قادیانی اپنے عقیدہ اور مذہب کی بنیاد پر جیسا کہ میرے فاضل بھائی جسٹس عبدالقدیر نے تفصیل سے بیان کیا ہے' دیگر اقلیتوں کے مقابلہ میں مختلف پوزیشن رکھتے ہیں۔ اسلئے ان حقائق کو زیر غور لاتے ہوئے اور امن عامہ کو برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری سمجھا گیا کہ ان کی درجہ بندی مختلف طریقہ سے کی جائے اور صورتحال سے نمٹنے کے لئے قانون نافذ کیا جائے چونکہ یہ درجہ بندی جائز اور معقول ہے اسلئے متنازعہ قانون آرٹیکل ۱۹ اور ۲۵ سے متصادم نہیں ہے۔

۳۔ جہاں تک آرٹیکل ۲-(الف) کے اطلاق کا تعلق ہے میں ظہیر خاں کے مقدمہ (پی ایل ڈی ۱۹۹۲ ایس سی ۵۹۵) میں بیان کردہ موقف کی تائید کرتا ہوں۔

۴۔ مذہبی آزادی کی ضمانت آرٹیکل ۲۰ میں دی گئی ہے جس میں مذہب پر عمل کرنے' اس کی پیروی کرنے اور تبلیغ کرنے کا حق شامل ہے۔ آرٹیکل ۲۰ میں اس آزادی کو کنٹرول کرنے والی حد مقرر کی گئی ہے اس کے مطابق یہ آزادی قانون' امن عامہ اور اخلاق کے تابع ہے۔ قانون آرٹیکل ۲۰ پر سبقت نہیں لے جا سکتا تاہم یہ مذہبی آزادی کا اس طرح تحفظ کرتا ہے کہ اخلاق اور امن عامہ کی حدود کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اپیل کنندگان کی طرف سے مذہب کی تبلیغ و اشاعت پر جو کہ دوسری اقلیتوں سے مختلف ہیں اور اپنا مختلف پس منظر اور تاریخ رکھتے ہیں' امن عامہ برقرار رکھنے اور اخلاق کے تحفظ کی غرض سے پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ پس مذہب کی پیروی کرنے اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے حق پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی بشرطیکہ وہ ان معمولات کو شعائر اسلام کو اختیار کئے بغیر ایسے طریقہ سے انجام دیں کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح نہ ہوں۔

۵۔ میں اپنے فاضل بھائی جسٹس شفیع الرحمن سے اتفاق کرتا ہوں کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸-(ج) کی شق ہائے (الف) (ب) اور (د) دستور کے آرٹیکل ۱۹' ۲۰ اور ۲۶۰ (۳) سے متصادم نہیں ہیں۔

۶۔ جہاں تک دفعہ ۲۹۸-) کی ت پ کی شق ہائے (ج) و (د) کا تعلق ہے میرے خیال میں وہ آرٹیکل ۲۰ کے خلاف نہیں ہیں' بشرطیکہ قادیانی' احمدی ان پر شعائر اسلام اپنائے بغیر عمل کریں۔

۷۔ پس میں دیوانی اپیل نمبر ۸۹/ ۴۱۹/ ۸۹/ ۱۵۰ کو خارج کرتا ہوں اور فوجداری اپیل ہائے نمبر ۳۱-k تا ۳۵-k متعلقہ ۱۹۸۸ء کے بارے میں ماتحت عدالت کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان کی از سر نو سماعت کی جائے۔

۸۔ دیوانی اپیل نمبر ۱۲/ ۴۳ میں دفعہ ۱۴۴ فوجداری کے پیش نظر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ' ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کو زیر دفعہ ۱۴۴ غیر محدود مدت کیلئے حکم نافذ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا اسلئے یہ اپیل جزوی طور پر اس حد تک منظور کی جاتی ہے۔

دستخط

(جسٹس سلیم ...)

عدالت کا حکم

عدالت نے کثرت رائے سے قرار دیا ہے کہ مذکورہ بالا تمام اپیلیں خارج کئے جانے کے لائق ہیں اور بذریعہ ہذا خارج کی جاتی ہیں۔

فوجداری اپیل نمبر ۳۱- کے تا ۳۵- کے لغایت ۸۸ کے سزا یافتگان جو اس وقت ضمانت پر ہیں۔ فوراً حراست میں لے لئے جائیں گے اور انہیں عدالت کی طرف سے دی گئی باقی ماندہ سزا بھگتنی ہوگی۔

دستخط

جسٹس شفیع الرحمن

جسٹس عبدالقدیر چوہدری

جسٹس محمد افضل لون

جسٹس سلیم اختر

جسٹس ولی محمد خاں

اس فیصلہ کا اعلان مورخہ ۳ جولائی ۱۹۹۳ء کو بمقام اسلام آباد فاضل جج کے چیمبر میں کیا گیا۔

دستخط

(جسٹس شفیع الرحمن)

ختم شد

ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام مغرب ممالک میں

مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کی ضروریات اور کارکردگی پر مجلس مذاکرہ

اعتقادات و ایمانیات کے بعد نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج کے ضروری مسائل کی تعلیم بھی ضروری ہے

مغربی ممالک میں مسلمان بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کی ضروریات اور دینی مکاتب کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام دینی مکاتب کے چند سینئر اساتذہ اور دیگر متعلقہ حضرات کے درمیان ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا۔ یہ مذاکرہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۹۳ء کو مرکز الدعوۃ والارشاد ہلیشٹ گرو ایسٹ ھم لندن میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا محمد اسماعیل بوٹا نے کی اور اس میں مولانا مسعود عالم قاضی' مولانا عبدالرشید رحمانی' مولانا فیاض عادل فاروقی' حاجی افتخار احمد' حاجی ولی آدم پٹیل' حافظ حفظ الرحمٰن تاراپوری اور حاجی غلام قادر کے علاوہ ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی اور سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر یہ طے کیا گیا کہ مذاکرہ میں زیر بحث آنے والی اہم اور مفید تجاویز پر مشتمل ایک رپورٹ مرتب کر کے اخبارات و جرائد اور دینی مکاتب کے منتظمین و اساتذہ تک پہنچائی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ حضرات اس سے استفادہ کر سکیں۔

ضروریات دین کا دائرہ

مذاکرہ میں اس امر کا جائزہ لیا گیا کہ مغربی معاشرہ میں ان "ضروریات دین" کا دائرہ کیا ہے' جن کی تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض عین ہے اور جن کے بغیر کوئی شخص اس معاشرہ میں ایک صحیح مسلمان کے طور پر زندگی بسر نہیں کر سکتا اور بحث و تمحیص کے بعد والدین' اساتذہ اور خطباء و ائمہ سے یہ گزارش کرنے کا فیصلہ کیا گیا کہ وہ اپنے دائرۂ کار میں مندرجہ ذیل امور کے حوالہ سے بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔

- یورپی معاشرت کی بنیاد مادہ پرستی اور دہریت پر ہے' اس لئے ضروری ہے کہ بچوں کو ابتداء ہی سے اللہ تعالیٰ کے وجود' اس کی قدرت' توحید باری تعالیٰ' کائنات کے نظام کے بارے میں قرآنی عقائد' رسالت' ختم نبوت' قیامت اور قرآن و سنت کی اہمیت کے سلسلہ میں ضروری باتیں ذہن نشین کرائی جائیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلی ذمہ داری ماں باپ کی ہے اور پھر دینی مکاتب کے اساتذہ کی کہ وہ بچوں کی ذہنی نشوونما کے ساتھ ساتھ ان کی اعتقادی تعلیم کے تسلسل کو برقرار رکھنے کی شعوری اور مربوط کوشش کریں۔
- اعتقادات و ایمانیات کے بعد عبادات یعنی نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کے ضروری مسائل کی تعلیم ضروری ہے لیکن صرف مسائل کی تعلیم کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ان عبادات کی اہمیت و افادیت کو ذہن نشین کرانا اور ان بچوں کی ذہنی سطح اور نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں ان عبادات کا شعوری طور پر قائل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ بوجھ سمجھ کر نہیں بلکہ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے عبادات کی طرف مائل ہوں۔
- اخلاقیات و معاملات میں بچوں کو اسلامی احکام کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ یورپی معاشرت کی مادہ پرستانہ اخلاقیات کے نقصانات سے آگاہ کرنا اور ان کے ذہنوں میں اسلامی اخلاق اور یورپی اخلاق کے فرق کو واضح کر کے اسلامی اخلاق کی افادیت اور برتری کو شعوری طور پر واضح کرنا ضروری ہے۔
- معاملات میں بھی صرف حلال و حرام اور جائز و ناجائز کے مسائل رٹا دینا کافی نہیں بلکہ اس معاشرہ میں روزمرہ کے معمولات اور استعمال میں آنے والی اشیاء کے حوالہ سے حلال و حرام کا فرق ذہن نشین کرانا ضروری ہے۔
- حجاب و حیا کے شرعی مسائل سے واقف کرانے کے ساتھ مرد و عورت کے اختلاط کے نقصانات اور اس سے پیدا ہونے والی معاشرتی خرابیوں سے بھی بچوں کو آگاہ کیا جائے۔
- اس معاشرہ میں رہنے والے نوجوانوں کو عیسائیت' یہودیت' ہندوازم اور سکھ مذہب کے بنیادی عقائد اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے اعتقادی اور معاشرتی فرق و اختلاف سے بھی آگاہ ہونا چاہئے۔
- اسلام کے حوالہ سے ابھرنے والے اعتقادی فتنوں مثلاً" تجدد پسندی' قادیانیت اور انکار حدیث کے دینی نقصانات سے بچوں کا واقف ہونا ضروری ہے۔

شرکاء مذاکرہ کی رائے ہے کہ اگر والدین اور اساتذہ میں ان امور کی اہمیت کا احساس بیدار ہو جائے اور وہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالہ سے اپنے معمولات میں اس کے مطابق ترتیب پیدا کر لیں تو یہ مقاصد با آسانی موجودہ وسائل اور نظام سے بھی کسی حد تک پورے ہو سکتے ہیں اور اس کے لئے مناسب ہو گا کہ وقتاً "فوقتاً" اساتذہ اور والدین کے اجتماعات کر کے ان سے ان امور پر تبادلہ خیال کیا جائے۔

دینی مکاتب کی کارکردگی

مذاکرہ میں مغربی ممالک میں مساجد میں قائم دینی مکاتب کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا جو ہفتہ کے دوران شام کو دو گھنٹے یا ویک اینڈ پر ہفتہ اور اتوار کی کلاسوں کی صورت میں جاری ہیں اور یہ محسوس کیا گیا کہ ان مکاتب کا وجود بہا

نفیست ہے، جو مسلمان بچوں کو قرآن کریم اور دین سے وابستہ رکھنے کا عالم اسباب میں اس وقت واحد ذریعہ ہیں اور اس سلسلہ میں منتظمین اور اساتذہ کی محنت بلاشبہ لائق ستائش ہے لیکن اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

● مسلم کیمونٹی کی مجموعی آبادی میں سے مساجد و مکاتب میں آنے والے بچوں کا تناسب دیکھا جائے اور مسجد و مکتب میں نہ آنے والے بچوں کو مکتب میں لانے یا ان تک متبادل ذرائع سے تعلیم پہنچانے کا مناسب اور قابل عمل ذریعہ اختیار کیا جائے۔

● مکاتب میں صرف قرآن کریم ناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے، بعض میں حفظ قرآن کا اہتمام بھی ہے اور اس کے ساتھ عبادات کے حوالہ سے مسائل و احکام کی تعلیم ہوتی ہے۔ یہ انتہائی ضروری ہونے کے باوجود ناکافی ہے اور اس کے ساتھ ضروریات دین کے مذکورہ بالا پیکیج کو ایڈجسٹ کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر ایک مسلمان نوجوان کی دینی تعلیم مکمل نہیں ہو سکتی۔

● ان مکاتب میں قرآن کریم ناظرہ مکمل کر لینے اور اس کے ساتھ مروجہ تعلیم حاصل کر لینے کے بعد عام طور پر ایک مسلمان بچہ دینی تعلیم سے فارغ سمجھا جاتا ہے اور ایسا عام طور پر بارہ تیرہ سال کی عمر میں ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس بچے کا مسجد و مکتب یا دینی تعلیم کے کسی سسٹم کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہ جاتا جو شرکاء مذاکرہ کی رائے میں سب سے زیادہ خطرناک بات ہے کیونکہ ایک نوجوان کی شخصیت و کردار کی تشکیل اور عادات و اخلاق کے رسوخ کی یہی عمر ہوتی ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ تعلیمی نصاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ پہلے حصہ میں پانچ سال سے بارہ سال تک کی عمر کے بچوں کو قرآن کریم اور ضروریات دین کا مذکورہ بالا نصاب پڑھایا جائے اور دوسرے حصہ میں بارہ سے سولہ سال کی عمر کے بچوں کو اردو لکھنا پڑھنا سکھایا جائے اور عربی گرامر کی ضروری تعلیم کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ، احادیث کا ایک منتخب کورس اور فقہ کی کوئی ایک کتاب پڑھا دی جائے۔

● شرکائے مذاکرہ کی رائے یہ ہے کہ بچوں کو تعلیم اسی زبان میں دی جائے، جسے وہ زیادہ بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس معاشرہ میں وہ زبان انگلش ہے اور انگلش نہ جاننے والے اساتذہ اس سلسلہ میں تھوڑی سی مشقت گوارا کر کے انگلش زبان کے ناٹ کورسز کے ذریعہ اپنی اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں تاکہ وہ تعلیمی ذمہ داریوں کو زیادہ بہتر طور پر ادا کر سکیں۔

● چونکہ دینی لٹریچر زیادہ تر عربی اور اردو میں ہے، اس لئے غیر عرب بچوں کو اردو بطور زبان سکھانا ضروری ہے تاکہ وہ دینی لٹریچر کے ساتھ وابستہ رہیں اور اس سے استفادہ کر سکیں۔

خط و کتابت کورسز

مذاکرہ میں ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام شروع کئے جانے والے خط و کتابت کورسز کے پروگرام کا بھی جائزہ لیا گیا۔ شرکاء مذاکرہ کو بتایا گیا کہ یہ کورسز سولہ سال سے زائد عمر کے مسلم نوجوانوں کے لئے شروع کئے جا رہے ہیں، جس میں بڑی عمر کے حضرات بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ ان کورسز کا اہتمام اسلام آباد انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی کے ایک شعبہ انٹرنیشنل الدعوہ اکیڈمی کے تعاون سے کیا جا رہا ہے اور یہ کورسز دو زبانوں اردو اور انگلش میں ہوں گے۔ ان میں سے پہلا کورس اردو میں "مطالعہ قرآن" کا کورس ہے، جو یکم جنوری ۱۹۹۴ء سے شروع کیا جا رہا ہے جبکہ دوسرا کورس انگلش میں "مطالعہ اسلام" کا کورس ہوگا، جس کا آغاز یکم جولائی ۱۹۹۴ء سے کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ان کورسز کے لئے مدنی مسجد نوٹنگھم برطانیہ میں مستقل سب آفس قائم کر دیا گیا ہے، جو فورم کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا رضاء الحق کی نگرانی میں کام کرے گا۔ سب آفس کا ایڈریس یہ ہے۔

289 GLAD STONE
STREET FOREST FIELDS
NOTTINGHAM (U.K)
TEL. 0602-692566/244375

ان کورسز کے بارے میں مزید معلومات کے لئے سب آفس سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

تجرباتی مکتب

مذاکرہ کے دوران بتایا گیا کہ ورلڈ اسلامک فورم نے اس مذاکرہ کی روشنی میں مرتب ہونے والی رپورٹ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا فیصلہ کیا ہے تاکہ مسلم کیمونٹی کو وسیع طور پر ان ضروریات کی طرف توجہ دلائی جا سکے۔ نیز یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ اس رپورٹ کی بنیاد پر ایک تجرباتی مکتب فورم کے زیر اہتمام لندن میں قائم کیا جائے گا جو امید ہے کہ اگست ۱۹۹۴ء کے دوران کام شروع کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس کے تفصیلی پروگرام کا اعلان ۷ اگست ۱۹۹۴ء کو اسلامک سینٹر ریجنٹ پارک لندن میں منعقد ہونے والے ورلڈ اسلامک فورم کے دوسرے سالانہ بین الاقوامی سیمینار میں کر دیا جائے گا۔ اس سیمینار میں مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ زعماء اور دانشور شریک ہو رہے ہیں۔

دینی مکاتب کی انتظامی کمیٹیاں

مذاکرہ میں دینی مکاتب کا نظام چلانے والی کمیٹیوں کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیا گیا اور اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ مسلم کیمونٹی کے اصحاب خیر اپنا وقت اور مال صرف کر کے دینی تعلیم کے نظام کو چلانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں جو لائق تحسین ہے۔ تاہم تین امور کی طرف ان کمیٹیوں کو بطور خاص توجہ دلانے کا فیصلہ کیا گیا۔

● انتظامی کمیٹیوں کے ارکان کی غالب اکثریت تمام تر خلوص، ایثار اور محنت کے باوجود چونکہ تعلیم کی فنی مہارت اور تجربہ سے بہرہ ور نہیں ہوتی، اس لئے ضروری ہے کہ دینی مکاتب کی انتظامی کمیٹیاں تعلیمی نصاب و نظام کو بہتر طور پر چلانے کے لئے جید علماء اور ماہرین تعلیم (قدیم و جدید) پر مشتمل نگران سب کمیٹیاں تشکیل دیں اور تمام تر تعلیمی امور ان نگران کمیٹیوں کے ذریعہ کنٹرول کئے جائیں۔

● ان مکاتب میں تعلیم دینے والے اساتذہ کی تنخواہوں کی مروجہ سطح تسلی بخش نہیں ہے۔ اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے تاکہ اساتذہ معاشی تفکرات سے آزاد ہو کر دلجمعی کے ساتھ کام کر سکیں۔

آٹھویں ترمیم اسلامی دفعات اور امتناع قادیانیت آرڈیننس ختم کیا گیا تو بھرپور مزاحمت کی جائے گی، عالمی مجلس کے مرکزی رہنماؤں کا بیان

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حاجی بلند اختر نظامی نے ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ آٹھویں ترمیم میں امتناع قادیانیت آرڈیننس سمیت اسلامی دفعات کو ختم کیا گیا تو بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نفاذ ایک بھرپور تحریک کے نتیجہ میں ہوا۔ جس کے لئے کئی سال تک جدوجہد کی گئی۔ اگر یہ آرڈیننس ختم ہوا تو امت مسلمہ کی سو سالہ جدوجہد پر پانی پھر جائے گا۔ انہوں نے وفاقی وزیر قانون ڈاکٹر شیر افگن اور اٹارنی جنرل پاکستان فخرالدین جی ابراہیم (جو بوہری فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں) اور سپریم کورٹ میں قادیانیوں کی وکالت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں کے بیانات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مذکورہ بالا حضرات سے مطالبہ کیا کہ مرزائیت نوازی چھوڑ کر ملک و ملت کی خدمت کریں اور قوم کے دینی جذبات کا امتحان نہ لیں۔ قوم سب کچھ برداشت کر سکتی ہے لیکن قادیانیت نوازی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتی۔ حکومت کو تحریکات ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کے جذبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیانیوں کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔

● بہت سے مکاتب میں طلبہ کی تعداد اساتذہ کی استعداد کار سے بہت زیادہ ہوتی ہے' جس کی وجہ سے کام صحیح طور پر نہیں چل سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ طلبہ کی تعداد' استاد کی استعداد کار اور کلاس کے وقت تینوں امور کے درمیان توازن قائم کیا جائے۔

نصاب اور طرز تعلیم

مذاکرہ میں دینی مکاتب میں مروجہ نصاب ہائے تعلیم اور طرز تعلیم کا بھی جائزہ لیا گیا اور ان دونوں پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس کی گئی۔ بحث و مباحثہ کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ نصاب کے طور پر پڑھائے جانے والے بیشتر رسالے بچوں کی مانوس زبان میں نہیں ہیں۔ جو رسالے انگلش میں ہیں ان کی زبان کا معیار بچوں کی عمر اور ذہنی سطح سے مطابقت نہیں رکھتا اور اردو میں پڑھائے جانے والے کتابچے بھی اپنے مضامین و مواد کی قدر و اہمیت کے باوجود زبان کے لحاظ سے بچوں کی ذہنی سطح سے بلند ہیں اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی تعلیم کے نصاب اور طرز دونوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور ایسی زبان اور طریق کار کو اختیار کیا جائے' جس سے بچے زیادہ مانوس ہوں اور ان کے لئے اس میں شوق اور کشش کے اسباب بھی موجود ہوں۔ شرکائے مذاکرہ کی رائے میں اگرچہ اس سلسلہ میں کوئی موثر پیش رفت فوری طور پر ممکن نہیں اور یہ مقاصد ایک تدریجی عمل کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتے ہیں' تاہم اس سلسلہ میں وقتاً" فوقتاً" اساتذہ کے لئے ریفریشر کورسز اور بریفنگ کا اہتمام کر کے موجودہ صورتحال کو کافی حد تک بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

مزید بر آں ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے شرکائے مذاکرہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم نے گزشتہ سال نومبر میں میڈیا اور تعلیم کے محاذ پر آج کے تقاضوں کا احساس دلانے کے لئے جس مہم کا آغاز کیا تھا اس میں بحمد اللہ تعالیٰ خاصی پیش رفت ہوئی ہے اور دینی و علمی حلقوں میں یہ احساس منظم ہو رہا ہے۔ تاہم اس سلسلہ میں ابھی بہت سی رکاوٹیں موجود ہیں۔ جن میں سب سے بڑی رکاوٹ وسائل کی کمی ہے۔ ہم نے فورم کے قیام کے ساتھ ہی بنیادی پالیسی کے طور پر اعلان کر دیا تھا کہ ہم کسی حکومت کی لابی سے وابستہ نہیں ہوں گے اور نہ ہی اجتماعات میں چندہ کا مروجہ طریقہ اختیار کریں گے۔ ہم اس پالیسی پر مستقل طور پر قائم رہنے کا عزم رکھتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سنجیدہ اصحاب خیر اس طرف متوجہ ہوں اور اس مہم کو آگے بڑھانے میں ہمارے شریک کار بنیں۔ انہوں نے کہا کہ اگلے سال سمر کے دوران برطانیہ کی سطح پر دینی مکاتب کے اساتذہ' کالج کی سطح کے طلبہ اور علماء کرام کے لئے ریفریشر کورسز کا پروگرام مرتب کیا جا رہا ہے' جس کی تفصیلات کا اعلان انشاء اللہ جلد کر دیا جائے گا۔ انہوں نے علماء کرام' اصحاب وانش' ماہرین تعلیم اور اصحاب خیر سے اپیل کی ہے کہ وہ ان امور کی طرف توجہ دیں اور اپنے اپنے دائرۂ کار میں فورم کے مقاصد اور پروگرام کے لئے تعاون کا اہتمام کریں۔

طب و صحت

کھجور کے کرشمات

از۔ حکیم محمد طارق محمود چغتائی فارابی دواخانہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی من پسند غذا جسے صحابہ کرامؓ کھا کر جہاد کرتے تھے

خالق کائنات نے انسان کے لئے اس دنیا میں انواع و اقسام کی نعمتوں کو عام کیا ہے۔ ان نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت کھجور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی من پسند غذا' صحابہ کرامؓ اس کو کھا کر جہاد کرتے تھے اور ایک آدمی سیکڑوں آدمیوں پر غالب ہوتا تھا۔ سائنس دان اس بات کی تحقیق میں ہیں کہ ایسی کون سی چیز کھجور کے اندر ہے' جس سے صحابہ کرامؓ ایک کھجور پر اور پھر اس کی گٹھلی پر سارا دن گزار دیتے تھے۔ کھجور کو اگر طبی طور پر دیکھا جائے تو اس کے سیکڑوں فوائد سامنے آتے ہیں۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عظیم عجوہ کھجور میں ہر بیماری سے شفا ہے اور اگر اسے نہار منہ کھایا جائے تو یہ زہروں سے تریاق ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ذاتی تجربہ بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ مجھے موٹا کرنے کے لئے بہت علاج کرواتی رہیں وہ چاہتی تھیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں تو موٹی ہوں لیکن ان تمام دواؤں سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ میں نے تازہ پکی ہوئی کھجوریں اور کھیرے کھائے ان سے میں نہایت خوبصورت جسم والی موٹی ہو گئی (بخاری و مسلم)۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح نہار منہ کھجوریں کھایا کرو ایسا کرنے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ اگر پکی ہوئی کھجوروں کو پانی میں بھگو کر ان کا پانی پیا جائے تو اسہال رک جاتے ہیں۔ معدے اور آنتوں میں صفراء کی زیادتی کم ہو جاتی ہے۔ پیچش مروڑ ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ معدہ کا زخم' السر' آنتوں کا زخم اور معدہ کی سوزش کے لئے کھجور کا پانی پینا بہت مفید ہے۔ بھارتی ماہرین نے کھجور کو اعصاب باہ اور جسم کو تقویت دینے والا قرار دیا ہے۔ اس کو دودھ میں پکا کر استعمال کرنا زیادہ مفید ہے اور ایک وقت میں ۵ تولہ سے زیادہ استعمال نہ کی جائے۔ اگر کھجور کو سردیوں میں رات سوتے وقت گرم دودھ کے ساتھ استعمال کیا جائے تو دل اور دماغ کو طاقت دینے میں بے مثال ہے۔ یہ ترکیب باہ کو قوت دیتی ہے اور اعصاب کی کمزوری کو رفع کرتی ہے۔ کھجور کی دوسری قسم چھوارا ہے جس کا مزاج خشک گرم ہے۔ چھوارا بلغم کو خارج کرتا ہے چنانچہ نزلہ' زکام' کھانسی اور بلغم سے پیدا ہونے والے تمام امراض کے لئے مثلاً" فالج' لقوہ' رعشہ' استرخاء وغیرہ کے لئے اکسیر کا حل ہے۔ جسم کی بڑھتی رطوبات کو کم کرتا ہے۔ لو بلڈ پریشر میں بطور دوا اور غذا اکثر مستعمل ہے۔ اس کے استعمال سے نقاہت اور کمزوری رفع ہو جاتی ہے۔ یہ خون میں سرخ ذرات کو زیادہ کرتا ہے۔ اس لئے خون کے سرطان جس میں خون کے سرخ ذرات کم ہو جاتے ہیں بہت مفید ہے۔ بعض خواتین کو رحم کی کمزوری کی وجہ سے حمل نہیں ٹھہرتا۔ ایسی حالت میں چھوارا اور خشک کھجور بہت مفید ہے۔ سیلان الرحم یعنی لیکوریا میں عورتیں اگر اس کو استعمال کریں تو تمام رحم کی امراض رفع ہو جاتی ہیں اور استقرار حمل کے لئے بہت مفید اور موثر ہے۔ کمزوری سے ہونے والے درد کمر کو چھوارا بہت فائدہ کرتا ہے۔ اس طرح پیشاب کی زیادتی جو بلا شکر ہو' بچوں کا پیشاب کے قطروں کا ٹپکنا وغیرہ جملہ عوارضات میں چھوارا مفید ہے۔ اس کے استعمال سے چہرہ سرخ ہوتا ہے اور چہرے کی بے رونقی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کھجور قبض کو دور کرتی ہے۔ دق و ٹی بی کے مریضوں کو کھجور کے پانی سے فائدہ ہوتا ہے۔ اگر کھجور میں مغز' بادام' بہی دانہ' پستہ' لونگ اور سونٹھ ملا کر جسمانی کمزوری کے لئے استعمال میں لایا جائے تو بہت مفید ہے۔ مصار اشتر کے مربے کھجور سے ایک شربت "شلقی" نام سے تیار کرتے ہیں جسے گرمی کا دشمن سمجھا جاتا ہے اور تمام ٹھنڈے مشروبات کا بادشاہ مانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کھجور کے اندر ایسے اجزاء پائے

باقی ص ۲۶ پر

تحریر:۔ مولانا عبدالقیوم حقانی

مغربی طرزِ حیات انسانی اقدار کیلئے ایک عظیم خطرہ

خود کشی ذہنی انتشار، عملی زندگی میں ناکامی، احساس کمتری، دل شکستگی اور مایوسی کا نتیجہ ہوتی ہے

امریکہ میں ہونے والے خود کشی کے واقعات کی تازہ رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں ہر سال بیس ہزار سے زائد افراد دماغی الجھن، ذہنی انتشار اور زندگی میں ناکامی کے نتیجہ میں خود کشی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ماہرین نفسیات کا خیال ہے کہ انہیں معاشروں میں خود کشی کے واقعات رونما ہوتے ہیں جہاں انسانی خواہشات اور تمناؤں اور زندگی کے میدان میں برتری حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا رجحان توازن کی حد سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں یہ واقعات زیادہ ہوتے ہیں جبکہ مشرقی ممالک میں اس کی نسبت بہت ہی کم ہوتے ہیں اور اسلامی معاشرہ تو اس سے بالکل مبرا نظر آتا ہے۔

خود کشی ہمیشہ ذہنی انتشار، عملی زندگی میں ناکامی، احساس کمتری، دل شکستگی اور مایوسی کا نتیجہ ہوتی ہے اور ان احساسات کے حامل افراد کے اندر قوت ارادی باقی نہیں رہتی کہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کوئی نئی جدوجہد کر سکیں چاہے وہ کسی دوسرے کی محرومی یا نقصان کے نتیجے میں حاصل ہوں، اسی لئے جہاں خود کشی کے واقعات ہوتے ہیں وہاں دوسرے اخلاقی اور اجتماعی جرائم بھی زیادہ ہوتے ہیں جو لوگ زندگی یا اپنی صلاحیت سے مایوس نہیں ہوتے وہ اپنی روا ناروا خواہشات کو پورا کرنے کی نت نئی راہیں ڈھونڈتے ہیں۔ اس شکل میں ان کی کارفرمائی اس حد تک شعلہ بداماں ہوتی ہیں کہ اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے حقوق چھین لینے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کا سامان مہیا کرنے میں ذرہ برابر جھجک محسوس نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پورا معاشرہ اخلاقی اور اجتماعی جرائم کا اڈہ بن جاتا ہے۔

ترقی یافتہ اور متمدن ممالک کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی اگر زیب اور زینت کے سامان، نازش و خرائش اور عیش و عشرت کے ذرائع سے مالامال ہے لیکن چین و سکون کی دنیا سے کوسوں دور ہے۔ وہاں کے باشندے ایک طرح کی گھٹن اور ذہنی کشمکش کے شکار ہیں، وہ اعصابی توازن کھو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ ذہنی اور اعصابی امراض سے دوچار ہیں اور اس گھٹن سے نکلنے کے لئے اکثر خود کشی کا سہارا لیتے ہیں، اس کے علاوہ اخلاقی جرائم، قتل و غارت گری اور دہشت پسندی کے روز افزوں واقعات کا تو ذکر ہی کیا۔

تاریخ عالم اور خصوصاً "ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تاریخ کا ایک سرسری جائزہ اس معاشرے میں رہنے والے انسانوں کی ذہنیت پر پوری طرح روشنی ڈالتا ہے۔ وہاں اس طرح کے واقعات اس کثرت سے پیش آتے ہیں کہ ماہرین سماجیات انگشت بدنداں ہیں لیکن اس کا کوئی مناسب حل ابھی تک تلاش نہیں کر سکے ہیں۔ اس مسئلہ کا واحد حل سوسائٹی میں بنیادی طور پر فکری اور اجتماعی انقلاب ہے۔

ایک رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں ہر سال ایک لاکھ قتل کی وارداتیں پیش آتی ہیں۔ جنسی بے راہ روی سے پیش آمدہ واقعات کی تعداد پانچ لاکھ ہے اور تقریباً چار لاکھ افراد دہشت پسندی اور اناری جیسے جرم کے شریک نظر آتے ہیں۔ مرد و عورت کے باہمی اختلاط نے غیر قانونی شرح پیدائش میں اس قدر اضافہ کر دیا ہے کہ ہر سال دس لاکھ امریکی ناکتخدا لڑکیاں حاملہ ہو جاتی ہیں اور دلربائی و لطف اندوزی اور لذت کام و دہن کی خاطر قتل کے واقعات میں برابر ہی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اس اخلاقی گراوٹ کے واقعات ان ممالک میں بھی رونما ہو رہے ہیں جن پر امریکی طرز حیات نے اپنے گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اسلامی ممالک جو اسلامی اقدار و روایات کا دم بھرتے ہیں وہ بھی اس مسلک اثر سے محفوظ نہ رہ سکے۔ چنانچہ سعودی عرب کی زندگی جو مسلم ملکوں میں سب سے زیادہ اخلاقی اور اجتماعی پابندیوں پر عمل کرنے والا ملک ہے۔ مغربی مشینری اور اس کی تہذیب و ثقافت سے متاثر ہو رہی ہے۔

ایک سعودی اخبار نے شکوہ کیا ہے کہ ریاض کی سڑکوں پر بعض اوقات لڑکیوں کے ساتھ خوش مذاقی اور چھیڑ چھاڑ کے مظاہر سامنے آنے لگے ہیں، یہ درحقیقت مغربی طرز فکر و حیات کو پوری طرح قبول کر لیا ہے۔ ان کا تو ذکر ہی بے کار ہے۔

اخبارات میں ایسی رپورٹیں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہے جن میں دنیا میں پیش آمدہ مختلف طرح کے واقعات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کی اشاعت خبروں تک محدود رہتی ہے۔ عام طور پر لوگ ان پر سرسری نگاہ ڈال کر گزر جاتے ہیں اور ان سے دور رس نتائج نہیں نکالتے جو ان کی سطروں میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ نتائج اس تصور حیات سے متصادم ہوتے ہیں جو ترقی یافتہ معاشرے کے متعلق مغربی مفکرین نے ذہنوں پر مسلط کر دیا ہے۔ اسی وجہ سے اگر کوئی بات اس روایتی نقطہ نظر سے ٹکراتی ہے تو اس سے صرف نظر کر لیا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے مغربی طرز حیات کے خدوخال اپنی شکل میں نمایاں ہو کر ہمارے سامنے نہیں آتے۔

اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ عالمی خبر رساں ایجنسیاں اور ریڈیو ان واقعات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں جن کا تعلق مشرقی یا پس ماندہ ممالک سے ہوتا ہے اور وہ ترقی یافتہ ممالک کی سیاسی آمریت، فکری انتشار، جماعتی کشمکش اور اخلاقی اناری پر کوئی توجہ نہیں دیتے

یہ سب مغرب کی خوفزدہ ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ وہ اب تک اپنی ذات پر اعتماد قائم نہیں کر سکا ہے۔ اس لئے وہ مشرق سے ہمیشہ برسرپیکار ہے۔ مشرق کے پاس ترقی کے تمام امکانات موجود ہیں وہ آج بھی اپنی گزشتہ عزت و شرف واپس لا سکتا ہے خصوصاً "مشرق اسلامی جس کو مغرب اپنے

باقی ص ۲۶ پر

تبوک کا خطبہ

رجب ۹ھجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کی سرحد پر رومیوں کے حلیف غسانی بادشاہ کے مقابلے کے لئے تشریف لے گئے۔ اسلامی لشکر تبوک کے میدان میں خیمہ زن تھا۔ ایک روز ایک کھجور کے درخت کے پاس کھڑے ہو کر آپؐ نے خطبہ دیا۔

"حمد و صلوٰۃ کے بعد بلاشبہ سب سے سچی بات اللہ کی کتاب' اور سب سے زیادہ قابل اعتماد چیز تقویٰ کا کلمہ ہے۔ بہترین ملت ابراہیمؑ کی ملت ہے اور سب سے بہتر طرز زندگی محمدؐ کا طرز زندگی ہے۔ سب سے اشرف بات اللہ کا ذکر ہے اور سب سے اچھا قصہ یہ قرآن ہے۔ بہترین کام وہ ہیں جو نص سے ثابت ہیں اور بدترین کام بدعات ہیں۔ سب سے بہتر طریقہ انبیاء کا طریقہ ہے اور سب سے زیادہ عزت کی موت شہداء کا مقتول ہو جانا ہے۔ بدترین بے بصارتی ہدایت کے بعد گمراہی (کو اختیار کرنا) ہے۔ بہترین عمل وہ ہے جو نفع بخش ہو اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔ سب سے بری نابینگی دل کا نابینا ہونا ہے۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ تھوڑی چیز اگر کافی ہو تو وہ اس "زیادہ" سے بہتر ہے جو غافل کر دے۔ بدترین معذرت وہ ہے جو موت آنے کے وقت کی جائے اور بدترین ندامت وہ ہے جو قیامت کے دن ہو گی۔ بعض لوگ وہ ہیں جو جمعہ میں دیر سے آتے ہیں اور بعض لوگ وہ ہیں جو خدا کا ذکر چھوڑ چھوڑ کر کرتے ہیں۔ سب گناہوں سے بڑا گناہ جھوٹی زبان ہے۔ بہترین تونگری دل کی بے نیازی ہے اور بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ دانائی کی بنیاد خدا کا خوف ہے۔ دلنشیں باتوں میں سب سے بہتر یقین ہے اور شکوک میں مبتلا رہنا کفر کی ایک قسم ہے۔ نوحہ کرنا جاہلیت کا کام ہے۔ مال غنیمت میں خیانت کرنا جہنم کا بھوسا ہے۔ شعر گوئی ابلیس (کے کاموں) میں سے ہے۔ شراب گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے۔ اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے اور بدترین غذا یہ ہے کہ آدمی یتیم کا مال کھائے۔ نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ ہی سے شقی ہو۔ یاد رکھو! تم میں سے ہر ایک کو چار گز کی جگہ میں جانا ہے اور معاملہ آخرت تک پہنچے گا۔ عمل کا دارومدار انجام اور خاتمے پر ہے اور بدترین مزاج جھوٹ کا مزاج ہے۔ اور ہر وہ چیز جو آنے والی ہے قریب ہے۔ مومن کو گالی دینا گناہ ہے۔ مومن کے ساتھ قتال کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی نافرمانی ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے اور جو شخص بلا ضرورت اللہ کی قسم کھاتا ہے' اللہ اسے جھوٹا کر دیتا ہے اور جو شخص اس سے مغفرت طلب کرتا ہے' اللہ اس سے درگزر کرتا ہے۔"

(مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدریؓ)

بقیہ۔ مغربی طرز حیات

لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا ہے' اس اقدام کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔

لیکن مغرب وہاں ایمان و یقین اور جوش و جذبہ کے تمام شراروں کو سرد کرنے کے درپے ہے۔ وہ اس کے عیوب ظاہر کرنے کے لئے اپنے تمام وسائل استعمال کر رہا ہے۔ لیکن حقائق حقائق ہوتے ہیں' ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور وہ وقت دور نہیں کہ ہر صاحب بصیرت کے سامنے یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی جس پر مغربی آمریت نے غیر صحت مند پروپیگنڈوں کی ایک دبیز چادر ڈال رکھی ہے۔ وہ وقت ہو گا جب عالم اسلام مغرب کی سیاسی بازی گری کے جال سے نکل چکا ہو گا اور اپنے ذہین افراد کے بل بوتے پر اپنے مستقبل کی تعمیر میں رواں دواں ہو گا۔

بقیہ۔ کھجور کے کرشمات

جاتے ہیں جو گردوں' مثانہ' پتہ میں پتھری بننے کے عمل کو روکتے ہیں۔ دل کے دورے کے لئے کھجور کو گٹھلی سمیت کوٹ کر دینا جان بچانے کا باعث ہوتا ہے۔ احادیث میں اس کے لئے عجوہ کھجور تجویز کی گئی ہے۔ تجربات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غرض کے لئے دوسری کھجوریں بھی استعمال کی جا سکتی ہیں مگر ان کا عرصہ استعمال طویل ہونا چاہئے۔ چونکہ کھجور دافع قولنج اور جھلیوں سے سوزش دور کر کے مسکن اثرات رکھتی ہے۔ اس لئے بلغمی دمہ کے لئے بہت مفید ہے۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ اگر آج کا مرد تین چیزیں استعمال کرے تو کبھی بوڑھا نہیں ہو گا۔ وہ یہ ہیں۔ پہلی چیز کھجور' بھنے ہوئے چنے اور پکے ہوئے بیر۔ کیونکہ اگر دیکھا جائے تو ہم جو چیز بھی استعمال کرتے ہیں اس میں کھاد اور کیمیکل کی آمیزش ضرور ہوتی ہے لیکن کھجور ان چیزوں سے پاک ہوتی ہے۔ راقم کوئٹہ سے کم و بیش ساڑھے تین سو کلومیٹر دور ایران کی سرحد خاران گیا تو وہاں ہر طرف کھجور ہی کے درخت تھے۔ معلوم ہوا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے یہاں کے لوگ صرف کھجور اور پانی پر گزارا کرتے تھے۔ وہاں میں نے بہت اعلیٰ قسم کی کھجوریں دیکھیں اور سکھر اور کراچی کی منڈی میں اکثر وہاں سے کھجور آتی ہیں۔ وہ اعلیٰ درجے کی لذیذ اور پرکیف کھجور تھی۔ میں نے اس کا شربت پیا جو کہ سنت ہے۔ الغرض جسم انسانی کی نشوونما کے لئے کھجور مانی ہوئی دوا اور غذا ہے۔ ماہرین کے تجزیے کے مطابق جو اہم اجزاء صلاحیت کے اندر پائے جاتے ہیں وہی اجزاء تقریباً" کھجور کے اندر پائے جاتے ہیں۔ سردیوں اور گرمیوں ہر دو موسموں میں کھجور بکثرت مستعمل ہے۔ اس کا اہم مرکب معجون آرد خرما ہے۔ جو قوت مردی' عورتوں کے رحم کی کمزوری' اعصابی کمزوری اور دیگر بلغمی امراض میں مفید ہے۔

بقیہ۔ سیاست کے فرعون

اسمبلی نے اتفاق رائے سے منظور کیا تھا۔ قادیانی مسئلہ کے حل کے سلسلے میں پیپلزپارٹی میں آخری وقت تک اختلاف رائے تھا۔ لیکن حزب اختلاف کی جماعتوں کی طرف سے دباؤ' ملک گیر تحریک اور نازک جذبات کے پیش نظر ذوالفقار علی بھٹو نے تحریک کو سختی سے دبانے کی بجائے اس مسئلہ کو دستوری طور پر حل کر کے کریڈٹ لیا۔

پیپلزپارٹی کے دور حکومت کے اس تاریخ ساز فیصلہ کے بعد مرزائیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دے دیا گیا۔ جو قیام پاکستان کے بعد قادیان کی طرز پر خفیہ سرگرمیوں کا اڈا تھا۔ مرزا ناصر جو کہ اس وقت خلیفہ تھے ان کے لئے یہ فیصلہ صدمے کا باعث بنا۔ مرزا ناصر کے بعد مرزا طاہر خلیفہ نامزد ہوئے۔ ضیاء الحق نے ان کی خفیہ سرگرمیوں کو ناممکن بنا دیا تو انہوں نے اپنا مرکز لندن کو بنالیا اور مرزا طاہر ملک سے باہر چلا گیا۔ وہ دنیا بھر کے غیر مسلموں کو گمراہ کرنے میں مصروف رہے قادیانی فرقہ کا ہر دور میں عروج رہا ہے۔ انہوں نے اس خود ساختہ مذہب کو زیادہ تر بیورو کریسی میں گھسے ہوئے قادیانیوں کے ذریعے چلانے کی کوشش کی۔ سرکاری ملازموں کے ذریعے قادیانی مذہب کی ترویج و ترقی زیادہ تر مرزا ناصر کے دور میں پروان چڑھی۔ جس سرکاری افسر نے مرزا ناصر کے اشاروں پر چلنے سے انکار کیا اسے اس کی سزا ضرور بھگتنا پڑی اس دور میں محکمہ تعلیم پنجاب کے ڈی پی آئی ڈاکٹر عبدالرؤف نے جب ان کے اشاروں پر چلنے سے انکار کیا تو انہیں کھڈے لائن لگا دیا گیا۔

بقیہ۔ معاشرہ کا بگاڑ اور حل

پروردگار عالم! تمام مسلمانوں کو اسلامی اخوت سے سرفراز فرمائے۔ نفاذ اسلام کے لئے سینہ سپر ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور احترام انسانیت کا پرخلوص جذبہ عطا فرمائے اور حرام خوری جیسے برے راستے پر چلنے سے بچائے (آمین)۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور یہ حکم ہر شعبہ حیات سے متعلق ہے۔

ترجمہ۔ "بے شک جہاں عدل ہو گا' وہیں خیر و برکت ہو گی۔"

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Musl[illegible]o Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

O'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M.160

شمع ختم نبوت کے پروانوں اور اہل خیر حضرات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے احباب نے اس لئے قائم کی تھی کہ ملک کی مروجہ سیاست سے الگ تھلگ رہ کر عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت کے تحفظ اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی (جس سے انگریز حکومت نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے دعوائے نبوت کرایا تھا) کے برپا کردہ فتنے کا ہر محاذ اور ہر میدان میں مقابلہ کیا جائے چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے قیام سے لے کر اب تک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں مصروف ہے۔ عالمی مجلس کے مختلف شعبے ہیں۔

1. شعبہ **تصنیف و تالیف** یہ شعبہ رد قادیانیت پر مختلف زبانوں میں مفت لٹریچر شائع اور فراہم کرتا ہے۔
2. شعبہ **تبلیغ** اس شعبہ کے تحت تربیت یافتہ مبلغین کی جماعت اندرون و بیرون ملک پر زور دلائل کے ذریعے قادیانیت کا تعاقب کرتی ہے۔
3. شعبہ **تدریس** اس شعبہ کے تحت ڈیڑھ درجن سے زائد دینی مدارس ہیں، جن میں مقامی و بیرونی طلباء علوم دین اور قرآن مجید حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، جن کے قیام و طعام اور دیگر اخراجات عالمی مجلس ادا کرتی ہے۔

عالمی مجلس نے روس سے آزادی حاصل کرنے والی مسلم ریاستوں میں قادیانی سازشوں کو ناکام بنایا اور وہاں لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید طبع کرا کے تقسیم کئے۔ قرآن مجید کی طباعت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اس کے علاوہ دینی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ عالمی مجلس کے پاکستان کے ہر بڑے شہر میں دفاتر موجود ہیں، جہاں ہمہ وقتی مبلغ اور کارکن فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ اس وقت قادیانی اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے جماعت کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ ہو چکا ہے۔ بہت سے منصوبے ایسے ہیں جو تشنہ تکمیل ہیں۔ ہم شمع ختم نبوت کے تمام پروانوں اور اہل خیر حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھیں اور ختم نبوت کے اس مقدس مشن میں عالمی مجلس کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی زکوٰۃ، خیرات، صدقات و عطیات وغیرہ سے جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ)	(محقق العصر حضرت مولانا)	(حضرت مولانا)
خان محمد عفی عنہ	محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ	عزیز الرحمن جالندھری
خانقاہ سراجیہ کندیاں امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

تمام رقوم مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

شائع کردہ :- دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون : ۴۰۹۷۸